بسم الله الرحمن الرحیم

(اثر جون پوری)

منکر جو ہو رہا ہے نبی ﷺ کی حیات کا
اعلان کر رہا ہے وہ خود اپنی مات کا

خود بند کر رہا ہے شفاعت کے باب کو
کیا خواب دیکھتا ہے مماتی نجات کا

خورشید نیمروزے سے آنکھیں چرائے جو
اہل نظر نہیں ہے وہ رہزن ہے رات کا

چلتا ہے جو عقیدۂ معروف کے خلاف
عارف نہیں ہے وہ شہ بطحاؐ کی ذات کا

پڑھنا درود مجھ پہ سماعت کروں گا میں
آتا نہیں یقین کیا آقا ﷺ کی بات کا

گر صدق دل سے پیش کرے عاشق رسول ﷺ
دیتے ہیں وہ جواب سلام و صلوٰۃ کا

وہ عقل خام لائق ماتم ہے اے اثر
خود جس نے گھڑ لیا ہے عقیدہ ممات کا

ترجمانِ فکرِ امینِ ملت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ
مجلہ
قافلہ حق
سرگودھا
بیاد
مناظرِ اسلام، وکیلِ احناف
مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی رحمہ اللہ
بفیضانِ نظر
امین العلماء، قطب العصر
حضرت اقدس مولانا سید محمد امین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ
جلد نمبر ۲
شوال، ذیقعدہ، ذی الحجہ ۱۴۲۹ھ
شمارہ ۴
مدیر
مولانا محمد الیاس گھمن صاحب مدظلہ
نائب مدیر
مولانا ابوالحسن صاحب مدظلہ
معاون مدیر
مولانا ابن خان محمد صاحب مدظلہ
زیرِ سرپرستی
امام اہل السنۃ شیخ الحدیث والتفسیر
حضرۃ مولانا محمد سرفراز خان صفدر
دامت برکاتہم العالیہ
عارف باللہ حضرۃ اقدس
مولانا شاہ حکیم محمد اختر
دامت برکاتہم العالیہ
حضرۃ مولانا
منیر احمد منور صاحب
دامت برکاتہم العالیہ
مجلسِ مشاورت
مولانا فضل الرحمٰن صاحب دھرم کوٹی
مولانا عبدالغنی طارق لدھیانوی صاحب
مولانا محمد اسماعیل محمدی صاحب
مولانا محمد طیب حنفی صاحب
مولانا مفتی محمد مجاہد صاحب
مولانا مفتی امداد اللہ انور صاحب
مولانا عبداللہ عابد ڈراشیخ صاحب
مولانا محمود عالم صفدر اوکاڑوی صاحب
قیمت فی شمارہ
20/- روپے
• جواب طلب امور کیلئے جوابی لفافہ ضرور ہمراہ بھیجیں۔
• ہر بار خط وکتابت میں اپنا مکمل پتہ لکھیں۔
• منی آرڈر کوپن پر اپنا پتہ مکمل واضح اور خوشخط لکھیں۔
• خط میں رقم ڈال کر ہرگز نہ بھیجیں۔
ایجنسی ہولڈر مہر لگائیں یا ہدیہ دینے والے احباب اپنا نام تحریر فرمائیں
برائے رابطہ
مولانا محمد اللہ دتہ بہاولپوری
مرکز اہل السنۃ والجماعۃ
87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا Tel: 048-3881487 / Cell: 0307-8156847

اس شمارے میں

ملنے کا پتہ
دفتر: قافلہ حق
مرکز اہل السنۃ والجماعۃ
87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا Tel: 048-3881487 / Cell: 0307-8156847

کارواں اپنا کسی منزل پہ رکتا نہیں
ہم جو بڑھتے ہیں تو بڑھتے ہی چلے جاتے ہیں

بحمدہ تعالیٰ وتقدس اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کے زیر اہتمام شائع ہونے والا جریدہ قافلہ حق اپنی عمر کے دو سال پورے کرنے کو ہے اور محرم الحرام سے انشاء اللہ اپنی کامیابی، کامرانی کے دو سال مکمل کر کے فاتحانہ انداز میں تیسرے سال میں داخل ہوگا ۔الحمدللہ قافلہ حق ان چند گنے چنے دینی رسالوں میں سے واحد وہ رسالہ ہے جو قارئین کرام تک صحیح معنی میں مسلک حق مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کی ترجمانی کرتا ہے اور جس نے بلاخوف ولائم بے باک ہو کر فتنہ غیر مقلدیت جو اس وقت سر اٹھائے ہوئے ہے کا علمی، تحقیقی انداز میں مقابلہ کیا اور ملک پاکستان کے چار صوبوں کے علاوہ بیرون یعنی سعودیہ ،لندن ،افریقہ ،امریکہ ،ساؤتھ افریقہ ، بنگلہ دیش وغیرہ ممالک تک کے قارئین کی علمی پیاس بجھا رہا ہے اور بزبان حال کہہ رہا ہے اندھیری شب ہے جدا اپنے قافلے سے تو اور جو پابندی وقت سے شائع ہوتا رہا ہے۔اور ان گزشتہ مہینوں میں اس کا ایک بھی شمارہ کا بھی ناغہ نہیں ہوا اور نہ ہی کسی مرتبہ ایک شمارہ کو دو شمارہ بنا کر پیش کیا گیا ہے، یہ سب محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق سے ہوا۔

رہا انسان !انسان تو قدم قدم پر موانع ومشکلات سے دوچار ہوتا رہتا ہے حوادث کی تیز آندھیاں اس کا قدم روکتی ہیں، قافلہ حق بھی ان حوادث کا شکار ہوا، اور

کبھی تو ایسا محسوس ہوا کہ قافلہ حق اپنے اس پر کٹھن سفر کو جاری نہیں رکھ سکے گا مگر اللہ نے اپنے فضل واحسان کیا اور قافلہ حق نے بڑی پامردی اور استقامت سے اپنا سفر جاری رکھا۔ اس علمی، فقہی، تحقیقی مجلّہ ''قافلہ حق'' کے گزشتہ شمارے جواب تک شائع ہو چکے وبحمدہ تعالی محققانہ مقالات ومضامین پر مشتمل اور نہایت ہی پر مغز اور مفید تھے ارباب دانش اور صاحبان علم وتحقیق نے توقع سے کہیں بڑھ کر اس نظر ثانی، مسلکی اور با مقصد اشاعتی سلسلہ کو پذیرائی بخشی، عصر حاضر کی ضرورت اور اپنے خوابوں کی تعبیر قرار دیا اور بھرپور تعاون وسرپرستی کا وعدہ فرمایا اور مخلصانہ دعاؤں سے نوازا۔ اس کامیابی پر ہماری جبین نیاز جذبات تشکر سے معمور اللہ تعالیٰ کے حضور سجدہ ریز اور ہاتھ قبولیت کی استدعا کے واسطے اٹھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پیغمبر معصوم اور مجتہد ماجور کی تحقیق پر عمل کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں اور نئے فتنوں سے محفوظ فرمائیں۔ آمین

جواب مغالطہ نمبر 5:

پانچویں چیز جس کی وجہ سے غیر مقلدین نے پوری امت کے علما سے اختلاف کر رکھا ہے کہ غیر مقلدین اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقوں کو تین قرار دیا ہے اور یہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ اس پر کسی ایک نے بھی نہ اعتراض کیا ہے نہ حضرت عمر فاروق سے اختلاف کیا۔ البتہ وہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق نے یہ فیصلہ سیاسۃ کیا تھا۔ شرعی حکم کے طور پر نہیں کیا تھا۔ جب سیاسۃ کیا تھا تو اس کا ماننا ہمارے اوپر لازم نہیں جب کہ پوری امت کے علما نے عمر فاروق کے اس فیصلہ کو شرعی حکم کے طور پر تسلیم کیا ہے۔ اولاً عرض یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق نے تین الفاظ طلاق کو بنیت تاکید تین طلاق قرار دیا ہے۔ رہیں ایک مجلس کی تین طلاقیں وہ تو عہد نبوت ہی سے تین شمار کی جاتی تھیں۔ جیسا کہ آگے دلائل آرہے ہیں۔ ثانیاً عرض یہ ہے کہ اگر بالفرض تسلیم کرلیں کہ حضرت عمر فاروق نے ایک مجلس کی تین طلاقوں کو تین قرار دیا ہے تو جب تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہ اور پوری امت کے علماء نے ہمیشہ اس فیصلہ کو تسلیم کیا ہے تو غیر مقلدین کو چاہیے کہ صحابہ کرام اور علما امت سے اختلاف کر کے ان کو گمراہ قرار دینے کے بجائے خود گمراہی سے بچیں اور وہ بھی اس فیصلہ کو تسلیم کرلیں کیونکہ نبی علیہ السلام کا فرمان ہے علیکم بسنتی و سنۃ

الخلفاء الرشدین المھدین تم پر میری امت سنت اور خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے۔نیز حضور ﷺ کا فرمان ہے **ان اللہ لا یجمع امتی علی الضلالۃ** بے شک اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں کرے گا۔ثالثاً گزارش ہے کہ جن حالات کی وجہ سے حضرت عمر فاروق نے ایک مجلس کی تین طلاقوں کو تین قرار دیا تھا اب وہ حالات پہلے سے بدتر ہیں یا بہتر ہیں۔اگر بدتر ہیں اور یقیناً اس خیر القرون کے دور سے آج کے شر القرون میں وہ حالات کہیں زیادہ بدتر ہیں کہ تین الفاظ طلاق کے ساتھ نیت ہوگی تین طلاق کی اور بعد میں جھوٹ بولیں گے کہ جی ہماری نیت ایک طلاق کی تھی۔اب اگر اس کو ایک طلاق قرار دے کر رجوع کرنے کا فتوی دیدیں تو حرام کاری لازم آتی ہے۔اس لئے ضعف ایمان اور بدنیتی کے دور میں حضرت عمر فاروق کا فیصلہ ہی لازم ہونا چاہیے کہ جب بیوی کو تین الفاظ کہے تو وہ تین طلاقیں شمار ہوں گی تاکہ جھوٹ کی آڑ میں حرام کاری اور زنا کاری لازم نہ آئے۔

جواب مغالطہ نمبر 6:

حضرت عمر نے اپنی اخیر زندگی میں تین طلاقوں کو نافذ کرنے پر پچھتائے۔

جواب: یہ روایت دو وجہ سے غلط ہے۔اس روایت کی سند میں یزید بن ابی مالک ہے جو حضرت عمر سے اس بات کو نقل کرتا ہے حالانکہ اس نے حضرت عمر کا زمانہ پایا ہی نہیں علامہ ذہبیؒ میزان الاعتدال میں فرماتے ہیں یزید بن ابی مالکؒ مدلس ہے وہ اس سے روایت کردیتا ہے جس کا زمانہ تک نہ پایا ہو۔حافظ ابن حجرؒ نے اپنی کتاب **تعریف اھل التقدیس بالموصوفین بالتدلیس وقال .وصفہ ابو مسھر بالتدلیس**

۲۔خالد بن یزید بن ابی مالک جو اپنے باپ سے یہ روایت نقل کرتا ہے انتہائی ضعیف

ہے۔یحی بن معین نے اس کوضعیف قرار دیا ہے۔وقال احمد لیس بالشئی .وقال النسائی غیر ثقه وقال الدارقطنی ضعیف .وقال احمد بن حنبل خالد بن ابی مالک لیس بشئی . یحی بن معین نے کہاایک کتاب جس کودفن کر دینا مناسب ہے وہ خالد بن یزید بن ابی مالک کی کتاب الدیات ہے کیونکہ وہ اپنے باپ پر جھوٹ پسند نہیں کرتا لیکن خود صحابہ پر جھوٹ بولتا ہے۔احمد بن ابی الحواری کہتے ہیں میں نے یہ کتاب خالد سے سنی تو میں وہ کتاب ایک عطار کو ردی میں دے دی ۔حافظ ابن حجرؒ تہذیب التہذیب میں فرماتے ہیں ابن حبان نے کہا کہ خالد روایت میں سچا ہے لیکن غلطیاں بہت کرتا ہے اوراس کی احادیث منکر ہیں اس لئے جب وہ اپنے باپ سے نقل کرنے میں متفرد ہوتو یہ قابل حجت نہیں ہے۔وقال ابوداؤد ضعیف اور کبھی کہامتروک الحدیث۔ابن جارود، ساجی، عقیلی نے اس کا ذکر ضعفاء میں کیا ہے۔(مجلہ البحوث الاسلامیہ حکم الطلاق الثلث بلفظه واحد ص ۱۰۸ بحوالہ احسن الفتاوی ۵/۳۲۹)

رابعاً عرض یہ ہے کہ صحابہ کرام اور انکے بعد ائمہ اربعہ کا کسی مسئلہ پر اتفاق اجماع شمار ہوتا ہے غیر مقلدین کو چاہیے کہ وہ شاذ اقوال پر چلنے کی بجائے صحابہ کرام اور ائمہ اربعہ کے اجماع کو تسلیم کر اس پر چلیں اور اگر شاذ اقوال کو لے کر اس کو مذہب کی بنیاد بنانا شروع کر دیا جائے تو دین کے بہت سے اجماعی مسائل شاذ اقوال کی نظر ہو جائیں گے اور اسلام شاذ اقوال کا مجموعہ بن کر رہ جائے گا۔

خلاصہ یہ ہے کہ غیر مقلدین کے اختلاف کرنے کی بنیاد پانچ امور پر ہے۔

ا۔غیر مقلدین کا موقف یہ ہے شرعی طریقہ کے مطابق طلاق دی جائے تو واقع ہوتی

ہے غیر شرعی طریقے سے واقع نہیں ہوتی۔ جبکہ علماء اہلسنت کا موقف یہ کہ غیر شرعی طریقے سے بھی طلاق واقع ہو جاتی ہے۔ہم نے علمائے اہل سنت کے موقف پر دلائل پیش کر دیئے ہیں ذرا غیر مقلدین بھی اپنے اس موقف پر قرآن وسنت سے صریح دلیل پیش کریں۔

۲۔الطلاق مرتان سے استنباط۔غیر مقلدین کا موقف یہ ہے کہ چونکہ طلاق دو مرتبہ دینے کا طریقہ بتایا گیا ہے لہذا دو یا تین اکھٹی طلاقیں قرآن کے خلاف ہیں اس لئے واقع نہیں ہوں گی۔علماء اہل سنت کا مسلک یہ ہے کہ واقع ہو جائیں گی۔۳۔حدیث رکانہ جس کے راوی عبداللہ بن عباس ہیں تین طلاق کا واقعہ ہے یا طلاق بتہ کا۔غیر مقلدین کا موقف یہ ہے کہ یہ واقعہ تین طلاق کا ہے۔علما اہل سنت والجماعت کا موقف یہ ہے طلاق البتہ کا واقعہ ہے۔۴۔حدیث ابن عباس:اس کے بارے میں غیر مقلدین کا موقف یہ ہے کہ اس کا مفہوم یوں ہے، عہد نبوت، عہد ابی بکر،اور عہد فاروقی میں دو سال تک ایک مجلس کی تین طلاقیں شروع سے تین ہی شمار ہوتی آئی ہیں۔اس حدیث میں یہ مسئلہ نہیں بتایا گیا بلکہ اس حدیث میں یہ مسئلہ بتایا گیا ہے کہ اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو طلاق کے تین الفاظ کہہ دے اور پھر کہے میں نے ایک طلاق کی نیت کی تھی میں نے اسی ایک کو پکا کرنے کے لئے الفاظ طلاق تین دفعہ دہرایا ہے تو عہد نبوت، خلافت صدیقی،اور خلافت فاروقی کے دو سال تک اس کی یہ وضاحت تسلیم کر لی جاتی لیکن بعد میں حضرت عمر فاروق نے فیصلہ فرمایا کہ آئندہ ہم یہ وضاحت تسلیم نہیں کریں گے بلکہ تین مرتبہ کہی گئی تین طلاقوں کو تین قرار دیں گے۔۵۔پانچویں بنیاد یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق کا فیصلہ سیاسی تھا یا شرعی۔

غیر مقلدین کا موقف یہ ہے کہ سیاسی تھا، علماء اہل سنت کا موقف یہ ہے کہ شرعی تھا۔
ہم نے ان پانچ نکات میں غیر مقلدین کے موقف کے غلط ہونے پر اور علما اہل سنت کے موقف کے صحیح ہونے پر کچھ دلائل پیش کر دیئے ہیں۔ مزید دلائل ذیل میں ملاحظہ فرمائیں۔

کچھ مزید دلائل: ۱۔ صحیح بخاری ۲/۷۹۱ پر امام بخاریؒ نے باب باندھا **باب من اجاز الطلاق الثلاث** . اس کے تحت حضرت عویمر عجلانی کا قصہ ہے۔ اسمیں ہے جب حضرت عویمر اور انکی بیوی لعان سے فارغ ہو چکے تو حضرت عویمر نے عرض کیا یا رسول اللہ اب اگر میں اس کو اپنے پاس روکوں تو مطلب یہ ہوگا کہ میں نے اس پر جھوٹ بولا یہ کہہ کر انہوں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دیں ابوداؤد ۲/۳۰۶ پر ہے **فطلقها ثلث تطليقات عند رسول الله ﷺ فانفذه رسول الله ﷺ وكان ما صنع عند النبي ﷺ سنة** . یعنی عویمر نے اپنی بیوی کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے تین طلاقیں دیں آپ ﷺ نے اس کی تین طلاقوں کو نافذ کر دیا۔ تین طلاقوں کے نفاذ کے ذریعے آپ ﷺ نے خاوند بیوی کے درمیان ہمیشہ کے لئے جدائی کر دی۔ پھر یہی طریقہ جو نبی پاک ﷺ کے سامنے ہوا بطور شرعی حکم کے جاری ہو گیا۔

۲۔ صحیح بخاری ۲/۷۹۱ پر ہے رفاعہ قرظی کی بیوی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اس نے کہا اے اللہ کے رسول ﷺ ! بے شک رفاعہ نے مجھے طلاق دی ہے فبت طلاقی یعنی مجھے پکی طلاق دی ہے پھر میں نے عبدالرحمٰن بن زبیر قرظی سے نکاح کیا لیکن وہ شادی کے قابل نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شاید تو رفاعہ کی طرف لوٹنا چاہتی ہے تو اس وقت تک نہیں لوٹ سکتی جب تک کہ تم دونوں ایک دوسرے کا شہد نہ چکھ لو (کم از کم ایک دفعہ ملاپ ضروری ہے) اس پر حافظ ابن حجر عسقلانیؒ فتح الباری میں لکھتے ہیں

وهو اعم من ان يكون طلقها ثلثا مجموعة او متفرقة ۔ یہ دونوں صورتوں کو شامل ہے ۔ تین طلاقیں اکٹھی ہوں یا متفرق ہوں دونوں صورتوں میں بیوی حرام ہو جاتی ہے ۔ امام بخاریؒ اس سے ایک مجلس کی تین طلاقوں کا نافذ ہونا ثابت کر رہے ہیں

۳۔ صحیح بخاری ۷۹۱/۲ پر حضرت عائشہ کی روایت ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں پھر اس عورت نے دوسرے خاوند سے نکاح کیا ۔ دوسرے خاوند نے طلاق دے دی ۔ نبی کریم ﷺ سے پوچھا گیا کہ کیا یہ پہلے خاوند کے لئے حلال ہو گئی ہے ۔ آپ ﷺ نے فرمایا پہلے خاوند کے لئے تب حلال ہو گی جب دونوں ایک دوسرے کا شہد چکھ لیں ۔ ابن حجر عسقلانیؒ فتح الباری ۳۰۱/۹ میں فرماتے ہیں **فالتمسک بظاهر قوله طلقها ثلثا فانه ظاهر فی كونها مجموعة** . یعنی امام بخاریؒ کا استدلال طلقها ثلثا کے الفاظ سے ہے کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ یہ تین طلاقیں اکٹھی تھیں اور عمدۃ القاری ۵۴۱/۹ طبع قدیم میں ہے **مطابقة للترجمة فی قوله طلق امرائة ثلثا فانه ظاهر فی كونها مجموعة** ۔ یعنی اس حدیث کی مطابقت ترجمۃ الباب کے ساتھ طلق امرائۃ ثلثا سے ثابت ہوتی ہے کیونکہ ظاہر یہ ہے کہ یہ تین طلاقیں اکٹھی تھیں ۔

۴۔ صحیح بخاری ۷۹۱/۲ پر نافعؒ کی روایت ہے کہ عبداللہ بن عمرؓ سے جب مسئلہ پوچھا جاتا اس آدمی کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے دی ہوں تو ابن عمرؓ جواب میں فرماتے اگر آپ نے ایک مرتبہ یا دو مرتبہ طلاق دی ہے تو پھر رجوع کر سکتے ہیں کیونکہ نبی کریم ﷺ نے مجھے اس کا حکم دیا تھا فان طلقتها ثلثا حرمت حتی تنکح زوجا غیرک اور اگر تو نے تین طلاقیں دی ہیں تو حرام ہو گئی یہاں تک کہ وہ دوسرے خاوند سے نکاح کر لے ۔ پس اس سے امام بخاریؒ ثابت یہ کرنا چاہتے ہیں کہ اکٹھی تین

طلاقیں دینے کی صورت میں بیوی خاوند پر حرام ہو جاتی ہے۔

۵۔صحیح مسلم ۱/۴۷۶ پر حدیث ہے جب عبداللہ بن عمرؓ سے طلاق رجوع کے متعلق پوچھا جاتا تو سائل کو کہتے اگر تو نے اپنی بیوی کو ایک یا دو مرتبہ یا دو مرتبہ طلاق دی ہے تو رجوع کر سکتا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس کا حکم دیا ہے وان کنت طلقتھا ثلثا فقد حرمت علیک حتی تنکح زوجا غیرک وعصیت اللہ فیما امرک من طلاق امراتک (اگر تو نے تین طلاقیں دے دیں تو بیوی تجھ پر حرام ہوگئی۔جب تک دوسرے خاوند کے ساتھ نکاح نہ کرلے اور تو نے اپنی بیوی کو طلاق دینے میں اللہ تعالیٰ کے اس حکم کی نافرمانی کی ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے)اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ تین طلاقیں بحالت حیض ایک مجلس میں تھیں۔

۶۔صحیح مسلم ۱/۴۷۶ پر حدیث ہے حضرت ابن عمرؓ سے جب ایسے آدمی کے متعلق پوچھا جاتا جس نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی ہوں تو فرماتے اگر تو نے ایک یا دو طلاقیں دی ہیں تو اس صورت میں رسول اللہ ﷺ نے رجوع کرنے کا حکم دیا ہے اگر تو نے تین طلاقیں اکھٹی دی ہیں تو اکھٹی تین طلاقیں دینے میں تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی ہے اس کے باوجود بیوی تجھ سے جدا ہوگئی۔

۷۔ابن ماجہ ص ۱۴۵ پر باب ہے باب من طلق ثلثا فی مجلس واحد اس باب میں امام ابن ماجہؒ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں اس کے تحت فاطمہ بنت قیس کی حدیث نقل کرتے ہیں وہ فرماتی ہیں میرے خاوند نے مجھے تین طلاقیں دیں جبکہ وہ یمن کی طرف گئے ہوئے تھے فاجاز رسول اللہ ﷺ امام ابن ماجہ کے نزدیک یہ تین طلاقیں ایک مجلس کی تھیں اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ نے انکو

نافذ کر دیا۔

۸۔ جامع ترمذی ۱/۲۲۲ پر باب ہے باب ما جاء فی الرجل طلق امراتہ البتۃ آپ ﷺ نے پوچھا تیرا ارادہ کیا تھا میں نے کہا ایک طلاق کا ارادہ تھا۔ آپ ﷺ نے اللہ کی قسم اٹھوائی۔ حضرت رکانہ نے اللہ کی قسم اٹھا کر کہا میں نے ایک طلاق کا ارادہ کیا تھا اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا جو تو نے ارادہ کیا اس کے مطابق ایک طلاق ہوتی ہے یعنی تو دوبارہ نکاح کر سکتا ہے۔ آپ ﷺ کا رکانہ بن یزید سے نیت کے بارے میں سوال کرنا اور پھر ایک طلاق کے ارادہ پر اللہ کی قسم اٹھوانا اس سے معلوم ہوتا ہے اگر وہ تین طلاق کا ارادہ کرتے تو تین نافذ ہو جاتیں اور اس عورت کے ساتھ دوبارہ ڈائریکٹ نکاح کی گنجائش نہ ہوتی، ورنہ اگر ایک طلاق کا ارادہ ہو تب بھی ایک ہو تین کا ارادہ ہو تب بھی ایک تو پھر نیت کا پوچھنا اور اس پر قسم اٹھوانا بے فائدہ کام بن جاتا ہے جس سے پیغمبر ﷺ کی ذات گرامی پاک ہے۔

۹۔ سنن بیہقی ۷/۲۴۴ پر امام بیہقیؒ نے باب قائم کیا ہے باب ما جاء فی امضاء الطلاق الثلث وان کن مجموعات یعنی تین طلاقیں اگرچہ اکھٹی ہوں نافذ ہو جاتی ہیں اس کے تحت اس پر انہوں نے متعدد احادیث مرفوعہ وموقوفہ سے استدلال کیا ہے حدیث ۱۴۹۵۵ میں ہے جس میں حضرت ابن عمرؓ کے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دینے کا قصہ ہے اسمیں ہے حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں فقلت یا رسول اللہ ﷺ افرایت لوانی طلقتھا ثلثا کان یحل لی ان اراجعھا قال لا کانت تبین منک وتکون معصیۃ (یا رسول اللہ فرمائیے اگر میں نے اس کو تین طلاقیں دی ہوتی تو میرے لئے رجوع کرنا حلال تھا ۔ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں وہ تجھ سے جدا ہو جاتی اور یہ معصیت ہوتی) اس سے معلوم

ہوا کہ یہ تین طلاقیں اکھٹی دینے کے بارے میں سوال ہو رہا ہے کیونکہ معصیت یہی ہے۔متفرق تین طلاق معصیت نہیں۔

۱۰۔سنن بیہقی حدیث ۱۴۹۵۷ میں ہے کہ مدینہ میں ایک مزاحیہ آدمی رہتا تھا اس نے اپنی بیوی کو ایک ہزار 1000 طلاق دے دی۔اس کا معاملہ حضرت عمر بن خطابؓ کے سامنے پیش ہوا تو اس نے کہا میں تو دل لگی کر رہا تھا۔حضرت عمرؓ نے درہ اٹھایا اور فرمایا ان کان لیکفیک ثلث تجھے تین کافی تھیں۔معلوم ہوا کہ حضرت عمرؓ کے نزدیک ایک مجلس کی تین طلاقیں نافذ ہو جاتی ہیں۔

۱۱۔سنن بیہقی حدیث 14958 حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں حضرت عمر بن خطابؓ نے اس آدمی کے بارے میں فرمایا جو اپنی بیوی کو ملاپ کرنے سے پہلے تین طلاق دیدے ھی ثلث لاتحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ یہ تین طلاقیں ہوگئیں۔وہ عورت خاوند کے لئے حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرلے۔

۱۲۔سنن بیہقی حدیث 14959 حضرت علیؓ فرماتے ہیں جو آدمی اپنی بیوی کو ملاپ کرنے سے پہلے تین اکھٹی طلاقیں دے دے تو وہ عورت اس کے لئے حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرلے۔

۱۳۔سنن بیہقی حدیث 14962 ایک آدمی عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس آیا۔اس نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو گزشتہ رات سو 100 طلاق دی ہے۔ابن مسعودؓ نے پوچھا قلتھا مرۃ واحدۃ تو نے یہ طلاقیں ایک ہی مرتبہ کہہ دی تھیں اس نے کہا جی ہاں! ابن مسعودؓ نے فرمایا جیسے تو نے کہا وہ تجھ سے جدا ہوگئی۔

۱۴۔سنن بیہقی حدیث 14965 محمد بن ایاس کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دیں۔

پھر اس نے چاہا کہ دوبارہ نکاح کرلے وہ پوچھنے کے لئے گیا۔ میں بھی اس کے ساتھ چلا گیا۔اس نے حضرت ابوھریرہؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اس کے متعلق پوچھا انہوں نے فرمایا ہم تجھے نکاح کرنے کی اجازت نہیں دیتے جب تک وہ تیرے علاوہ دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرے وہ کہنے لگا میری مراد تو ایک ہی طلاق تھی۔ابن عباسؓ نے فرمایا تو نے اپنے ہاتھ سے ہی وہ زیادتی چھوڑ دی جو تیرے اختیار میں تھی (تیرے اختیار میں تھا ایک طلاق دیتا زیادہ نہ دیتا اب تو تو نے زیادہ طلاقیں دے دی ہیں لہذا اب کچھ نہیں ہوسکتا وہ عورت تیرے لئے حلال نہیں۔

۱۵۔سنن بیہقی حدیث **14966** معاویہ بن ابی ایاس انصاری حضرت عبداللہ بن زبیر اور عاصم بن عمرو کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ عبداللہ بن زبیر اور عاصم بن عمرو کے پاس محمد بن ایاس آیا اس نے کہا ایک دیہاتی آدمی نے ملاپ سے پہلے تین طلاقیں دے دی ہیں آپ دونوں حضرات کیا حکم دیتے ہیں حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے فرمایا: ہم اس کے بارے میں کچھ نہیں کہہ سکتے آپ حضرات عبداللہ بن عباس اور حضرت ابوہریرہؓ کے پاس تشریف لے جائیں میں ان دونوں کو حضرت عائشہؓ کے پاس چھوڑ آیا ہوں ان دونوں سے جاکر مسئلہ پوچھئے پھر واپس آکر ہمیں بھی مسئلہ بتادیجئے چنانچہ محمد بن ایاس حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت ابوہریرہؓ کے پاس گئے ان سے یہ مسئلہ دریافت کیا تو حضرت ابن عباسؓ نے حضرت ابوہریرہؓ کو کہا آپ فتویٰ دیجئے اے ابوہریرہ!اور آپ کے پاس یہ پیچیدہ مسئلہ آیا ہے حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا الواحدۃ تبینھا والثلث تحرمھا حتی تنکح زوجا غیرہ وقال ابن عباس مثل ذالک۔

حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا کہ ایک طلاق عورت کو خاوند سے جدا کردیتی ہے اور تین طلاقیں اس کو حرام کردیتی ہیں جب تک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرلے اور ابن

عباسؓ نے بھی اسی طرح ہی فرمایا

16۔سنن بیہقی حدیث14970ایک آدمی نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے پوچھا کہ ایک شخص اپنی بیوی کو سو طلاقیں دیتا ہے تو مغیرہ بن شعبہؓ نے فرمایا ثلث تحرم وسبع و تسعون فضل (تین طلاقیں حرام کردیتی ہیں اور ستانوے زائد ہیں)

17۔سنن بیہقی حدیث14971عائشہ خشعمیہ حضرت حسن بن علیؓ کے نکاح میں تھیں جب حضرت علیؓ شہید ہوگئے اور حضرت حسنؓ خلیفہ مقرر ہوئے تو عائشہ خشعمیہ نے حضرت حسن کو کہا آپ کو خلافت مبارک ہو۔حضرت حسنؓ نے فرمایا اس کا مطلب یہ ہوا کہ تو حضرت علیؓ کے قتل پر خوشی ظاہر کررہی ہے اذھبی فانت طالق یعنی ثلاثا جا تجھے تین طلاقیں ہیں۔عدت گزرنے کے بعد حضرت حسنؓ نے اس کا بقیہ مہر اور دس ہزار 10000 عطیہ بھیجا۔جب قاصد اس عورت کے پاس مال لے کر پہنچا تو اس نے کہا متاع قلیل من حبیب مفارق (یہ جدا کرنے والے محبوب کے عوض قلیل سامان ہے)جب حضرت حسن کو عائشہ خشعیمہ کا یہ جملہ پہنچا تو رو پڑے اور فرمایا اگر میں نے اپنے نانا سے یہ حدیث نہ سنی ہوتی تو میں اس سے رجوع کرلیتا ایما الرجل طلق امراتہ ثلثا عند الاقراء او ثلثا مبھۃ لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ (جو آدمی اپنی بیوی کو حیض کے وقت تین طلاقیں دے دے یا اکھٹی تین طلاقیں دیدے تو وہ اس کے لئے حلال نہیں جب تک دوسرے خاوند سے نکاح نہ کرلے)اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کے اس فرمان کے مطابق حضرت حسنؓ سمجھ رہے ہیں کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں نافذ ہوجاتی ہیں۔سنن دار قطنی 4/30 پر امام دار قطنیؒ نے حضرت حسن بن علیؓ کی اس حدیث کو دو سندوں کے ساتھ نقل کیا ہے۔

18۔سنن بیہقی 2/552 تا 553 پر امام بیہقیؒ نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ کے سات

فتوے نقل کیے ہیں ۔اس کے بعد فرماتے ہیں کہ سعید بن جبیرؒ ،عطا بن ابی رباحؒ ،مجاھد ،عکرمہؒ ،عمرو بن دینارؒ ، مالک بن حارثؒ اور مہر بن ایاس بن بکیر نیز معاویہ بن ابی عیاش انصاریؒ سب حضرات ابن عباسؓ کا یہ فتوی نقل کرتے ہیں انہ اجاز الطلاق الثلث وامضاھن حضرت ابن عباسؓ نے ایک مجلس کی تین طلاقوں کو جائز قرار دیا ہے اوران کو نافذ کیا ہے ۔مزید دلائل کے لئے عمدۃ الاثاث فی حکم الطلاق الثلاث مولفہ امام اہل سنت ،شیخ الحدیث حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب دامت برکاتہم العالیہ ،اکھٹی تین طلاق کا شرعی حکم مولفہ مولانا فقیر اللہ صاحب اثریؒ ،تین طلاق کا ثبوت مولفہ مولانا شہاب الدین ندوی تین طلاق مطبوعہ خیر المدارس ملاحظہ کیجئے ۔

فائدہ : غیر مقلدین کے اختلاف کرنے کی مذکورہ بالا پانچ بنیادوں میں سے ہر ایک میں دو احتمال اور دو پہلو تھے ایک وہ پہلو جس کو غیر مقلدین نے لیا ہے دوسرا وہ پہلو جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین شمار ہوتی ہیں ۔علماء اہل سنت نے ہر بنیاد میں اسی پہلو کو اختیار کیا ہے ۔غیر مقلدین کے اختیار کردہ پہلو کو غلط اور علماء اہل سنت کے اختیار کردہ پہلو کو حق ثابت کرنے کے لئے ہم نے قرآن وحدیث سے متعدد دلائل پیش کیئے ہیں ۔

اب غیر مقلدین کو چاہیے کہ وہ بھی ان پانچ بنیادوں میں سے ہر بنیاد کے جس پہلو کو اختیار کر کے ایک مجلس کی تین طلاقوں کا ہونا ثابت کرتے ہیں ۔اس پر قرآن وحدیث کے صریح دلائل پیش کریں ۔غیر مقلدین کا محض اپنی رائے سے ایک احتمال پیدا کر کے اس کو اپنے مسلک کی بنیاد بنالینا کافی نہیں بلکہ اس احتمال اور اس پہلو کو صحیح ثابت کرنے کے لئے اس پر قرآن وحدیث کے دلائل پیش کرنا ضروری ہے ۔

آگے فرماتے ہیں وروہ ابن عبدالبر وصححہ کما نقلہ ابن تیمیۃ لکن بلفظ مامن رجل بقبر الرجل کان یعرفہ فی الدنیا فیسلم علی الارد اللہ علیہ روحہ حتی یرد علیہ السلام

اور ابن عبدالبر نے اس کو روایت کیا ہے اور صحیح قرار دیا ہے جیسا کہ ابن تیمیہؒ نے نقل کیا ہے لیکن ان الفاظ کے ساتھ کہ نہیں کوئی مسلمان آدمی کسی آدمی کی قبر کے پاس سے گزرتا ہے اور وہ اسے پہچانتا تھا۔ پس وہ اس پر سلام کرتا ہے مگر یہ کہ اللہ اس کی روح کو متوجہ فرمادیتے ہیں اور وہ سلام کا جواب دیتا ہے (ایضاً)

آگے لکھتے ہیں ''وقال عبدالحق فی کتا العاقبۃ ویروی من حدیث عائشہ رضی اللہ عنہا مامن رجل یزور قبر اخیہ فیجلس عندہ الا استانس بہ حتی یقوم (ایضاً)

''اور عبدالحق کتاب العاقبۃ میں فرماتے ہیں اور روایت نقل کرتے ہیں حضرت عائشہؓ سے نہیں کوئی مسلمان جو اپنے بھائی کی قبر کی زیارت کرتا ہے اور اس کے پاس بیٹھتا ہے مگر وہ اس سے انس حاصل کرتا ہے''۔

آگے فرماتے ہیں ''والآثار فی ھذا المعنی کثیرۃ وقد ذکر ابن تیمیۃ فی اقتضاء الصراط المستقیم کما نقلہ ابن عبدالھادی ان الشھداء بل کل المومنین اذا زارھم المسلم وسلم علیھم عرفوا بہ وردوا علیہ السلام فاذا کان فی آحاد المومنین فکیف لبید المرسلین ﷺ۔

''اس معنی میں روایات کثیر ہیں اور تحقیق ابن تیمیہؒ نے اقتضاء الصراط المستقیم میں ذکر کیا ہے جیسا کہ ابن عبدالھادیؒ نے نقل کیا ہے کہ جب شہداء بلکہ تمام مومنین کی جب

کوئی مسلمان زیارت کرتا ہے اور سلام کرتا ہے تو وہ ان کے سلام کا جواب دیتے ہیں اور ان کو پہچانتا ہے۔ جب یہ عام مسلمانوں کی حالت ہے تو سید المرسلین ﷺ کا کیا حال ہوگا (ایضاً ۱۷۹/۴)

آگے لکھتے ہیں "وذکر البازی فی توثیق عری الایمان "عن سلیمان بن سحیم قال رائیت النبی ﷺ فی النوم فقلت یارسول اللہ ھو لا الذین فیسلمون علیک التفقہ سلامھم قال وارد علیھم (ایضاً)

اور بارزی نے عربی الایمان کی توثیق میں سلیمان بن سحیم سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں میں نبی اقدس ﷺ کو خواب میں دیکھا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ لوگ آپ کے پاس آتے ہیں۔ آپکو سلام کرتے ہیں۔ کیا آپ ان کے سلام کو سمجھتے ہیں ؟ فرمایا میں جواب بھی دیتا ہوں"۔

آگے لکھتے ہیں "وروی ابن النجار عن ابراھیم بن بشار قال حججت فی بعض السینن محبت المدینہ فتقدمت الی قبر رسول اللہ ﷺ فسلمت علیہ فسمعت داخل الحجرۃ وعلیک السلام ونقل مثل ذلک عن جماعۃ من الاولیا والصالحین (ایضاً)

اور ابن نجارؒ نے ابراھیم بن بشارؒ سے نقل کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ایک سال میں حج کیا۔ پس میں مدینہ منورہ آیا۔ پس میں رسول اللہ ﷺ کی قبر پر حاضر ہوا اور میں نے سلام کیا۔ پس میں نے روضہ پاک کے اندر سے آواز سنی۔ وعلیک السلام اور اسکی مثل اولیا اور صالحین کی ایک جماعت سے منقول ہے۔ ان آخری روایات اور واقعات کو ہم نے تائیداً پیش کیا ہے۔ روایات کی صحت عبدالحق، ابن عبدالبرؒ سے نقل کر چکے ہیں ابن تیمیہؒ کا قبول کرنا علامہ سمہودیؒ کا نقل کرنا بھی ان کی صحت کی دلیل ہے ورنہ وہ جرح

کرنے سے نہیں چوکتے۔علامہ بارزی بھی معمولی انسان نہیں ہیں۔نیز اس حدیث کی تائید ایک اور حدیث بھی کرتی ہے۔حاکم نیشا پوریؒ نقل کرتے ہیں۔"قال رسول اللہ ﷺ لیھبطن عیسی ابن مریم حکما عدلا واماما مقسطا ولیسلکن فجاحاجا او معتمرا او بنیتھما ولیا تین قبری حتی لیسلم علی ولاردن علیہ"۔

"نبی اقدس ﷺ نے فرمایا عیسیٰؑ حاکم،عادل،انصاف کرنے والے امام بن کر اتریں گے اور حج یا عمرہ یا دونوں کی نیت سے سفر کریں گے اور میری قبر پر آئیں گے حتی کہ مجھ پر سلام کریں گے۔میں ان کو جواب دوں گا"۔حاکم اس کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں ھذا حدیث صحیح الاسنادو لم یخرجاہ یہ حدیث صحیح سند والی ہے اگر چہ بخاری مسلم نے نقل نہیں کی ۔علامہ ذھبیؒ نے بھی اس کو تلخیص میں صحیح کہا ہے (المستدرک ۶۵۱/۲، تلخیص ذھبیؒ ۶۵۱/۲)

زبیر علی زئی منکر حدیث نے خود الحدیث ۴۔۷ میں ص ۴ پر ان کی تصحیح نقل کی ہے۔علامہ سمہودیؒ اس حدیث کو پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں"ویوید ذلک حدیث ان عیسی ابن مریم علیہ السلام ماربالمہ حاجا او معتمرا او ان سلم علی لاردن علیہ"۔یعنی اس کی تائید یہ حدیث ان عیسیٰؑ الخ بھی کرتی ہے۔

علماء کا استدلال حدیث کی صحت کی دلیل ہوتا ہے:

(۱) حافظ ابن حجرؒ التلخیص الحبیر میں فرماتے ہیں"وقد احتج بھذا الحدیث احمد و ابن المنذر وفی جزمھما بذالک دلیل علی صحتہ عندھا

اور تحقیق اس حدیث سے احمد اور منذر نے استدلال کیا ہے اور اس حدیث کے بارے میں ان کے یقین کرنے میں ان کے نزدیک اس کی صحت کی دلیل ہے (التلخیص ۱۴۳/۲،۱۷۰/۱)

(۲)ابن جوزیؒ التحقیق میں لکھتے ہیں ''فاذااوردالحدیث محدث واحتج بہ حافظ لم یقع فی النفوس الاانہ صحیح (نصب الرایہ ۱۳۷/۲)

جب محدث کسی حدیث کو نقل کرے اور حافظ اس سے احتجاج کر لے تو نفوس میں سوائے اس کے اور یقین نہیں آتا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

(۳) حافظ ابن حجرؒ فتح الباری میں فرماتے ہیں ''اخرجہ ابن حزم محتجا بہ''۔

ابن حزم نے اسے بطور استدلال ذکر کیا ہے۔(فتح الباری ۲۱۲/۲)

امت کا کسی حدیث کو قبول کر لینا بھی صحت کی دلیل ہے۔

سلطان المحد ثین ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں ''قال عطاء الاجماع اقوای من الاسناد''

حضرت عطا فرماتے ہیں کہ اجماع اسناد سے قوی ہے(مرقات ۴۷/۱)

ان عبارات سے مندرجہ ذیل اصول معلوم ہوئے۔

(۱) محد ثین کا حدیث سے استدلال کرنا صحت حدیث کی دلیل ہے۔

(۲) حس حدیث پر مسلمانوں کا عمل ہو یہ صحت کی دلیل ہے۔

(۳) جسے تلقی بالقبول حاصل ہو جائے اگر چہ سنداً ضعیف ہو، حدیث صحیح ہوتی ہے۔

(۴) تلقی بالقبول والی حدیث اگر چہ ضعیف ہو اس سے قرآن کا نسخ بھی ہو سکتا ہے۔

جس مسئلہ پر اجماع ہو وہاں سندوں کی ضرورت نہیں رہتی۔

(۶) اگر بعض اسناد یا متون پر اشکالات بھی ہوں تو اس سے جو قدر مشترک کے طور پر بات معلوم ہو اس پر اعتراض نہیں ہو سکتا۔

نبی اقدس ﷺ کا روضہ پاک کے قریب پڑھا جانے والا درود کا سننا یہ اہل سنت کا اتفاقی اجماعی مسلک ہے۔ کسی ایک نے بھی معتزلہ سے پہلے انکار نہیں کیا

امت کے ہاں اس کو تلقی بالقبول حاصل ہے ۔لہذا ان تمام اصولوں کی رو سے یہ احادیث خصوصاً حدیث من صلی علی درست شمار ہوگی ۔ابن حجرؒ، ملا علی قاریؒ، علامہ سخاویؒ، علامہ سمہودیؒ، علامہ عثمانیؒ نیز اس عقیدے کو اپنانے والے تمام محدثین کے مقابلے میں زبیر علی زئی جو کہ کذاب ودجال ہے اسکی رائے مردود ہوگی ۔اور امت کے تعامل تلقی بالقبول، اجماع اور دوسری احادیث کی تائیدات کے ساتھ یہ حدیث بھی صحیح شمار ہوگی۔

واللہ اعلم بالصواب وھوالھادی فی کل الباب

غیر مقلدین کی عید کے دن خانہ جنگی

(دوسری قسط)

مولانا محمد رب نواز سلفی صاحب مدظلہ دارالعلوم فتحیہ احمد پور شرقیہ

حنفی شافعی وغیرہ اختلاف کا طعنہ دینے والوں اور فقہ کو اختلاف کا سبب کہنے والوں کی اندرونی داستان

گھوڑے کی قربانی:

گھوڑے کی قربانی کے جواز اور عدم جواز کے متعلق غیر مقلدین کی دو متضاد آراء ہیں۔

پہلی رائے: ایک فریق کی رائے یہ ہے کہ گھوڑے کی قربانی جائز اور حدیث سے ثابت ہے (فتاوی ستاریہ ۱/۱۴۹)

دوسری رائے: اس کے برعکس دوسرے گروہ کی رائے یہ ہے کہ گھوڑے کی قربانی جائز نہیں۔ جناب عبداللہ دامانوی صاحب لکھتے ہیں "گھوڑے کی قربانی رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے اس لئے اسے مسلمان قربانی کے لئے پیش نہیں کرتے"۔ (بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ ص ۱۶۸)۔ حافظ نعیم الحق ملتانی صاحب لکھتے ہیں "گھوڑا، گدھا، اور خچر بھیمۃ الانعام میں داخل نہیں اسی وجہ سے مسلمان گھوڑے کو قربانی میں پیش نہیں کرتے"۔ (بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ ص ۱۷۰)

مرغ اور انڈے کی قربانی:

پہلی رائے: غیر مقلدین کے ایک گروہ کی رائے یہ ہے کہ مرغ اور مرغی کے انڈے کی قربانی جائز اور درست ہے (فتاوی ستاریہ ۴/۱۴۰)

دوسری رائے: اس کے برعکس دوسرے گروہ کی رائے یہ ہے کہ ”رہ گیا مرغ اور انڈے کی قربانی کا مسئلہ تو یہ نہ کسی صحیح حدیث سے ثابت ہے نہ یہ اہل حدیث کا مذہب ہے جو اس کا فتوی دیتا ہو وہ اس کا ذمہ دار ہے“۔ (رسائل بہاولپوری ص ۲۳۱)

بھینس کی قربانی:

پہلی رائے: غیر مقلدین کے ایک گروہ کی رائے یہ ہے کہ بھینس کی قربانی جائز نہیں ہے ۔ (فتاوی اہلحدیث ۲/۹۰ ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث ۱۰ ذی الحجہ ۱۴۱۲ھ)

دوسری رائے: اسکے برخلاف غیر مقلدین کے دوسرے گروہ کی رائے یہ ہے کہ بھینس کی قربانی جائز ہے۔ اس گروہ کے ایک فرد حافظ نعیم الحق ملتانی صاحب ہیں جنہوں نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب ”بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ“ لکھی ہے جو ۲۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس میں لکھتے ہیں ”میری ناقص معلومات کے مطابق ہندوستانی و پاکستانی علماء سابقین میں سب سے پہلے جس عالم نے صراحت کے ساتھ زیر بحث مسئلہ میں عدام جواز کا فتوی صادر فرمایا ہے وہ حضرت مولانا حافظ عبداللہ محدث روپڑی امرتسری رحمہ اللہ (غیر مقلد) کی ذات گرامی ہے اور چونکہ بہاولپور کے اندر دین حق کی اشاعت میں بالواسطہ ان کا بھی حصہ ہے۔ شاید اسی وجہ سے بہاولپور کے اہلحدیث حضرات کے اکثر عوام وخواص میں بھی یہ مسئلہ عدام جواز سے متعارف ہو گیا“۔ (بھینس کی قربانی کا تحقیقی جائزہ ص ۱۶۱)

ایک بکری میں کتنے شرکاء شامل ہوسکتے ہیں:

پہلی رائے: غیر مقلدین کے ایک فرقہ کی رائے یہ ہے کہ ”بھیڑ، بکری، میں ایک گائے

میں سات اور اونٹ میں دس آدمی شریک ہو سکتے ہیں"۔(فتاوی ثنائیہ ۱/۸۰۸)

دوسری رائے: اس کے برعکس غیر مقلدین کے دوسرے فرقہ کی رائے یہ ہے کہ ایک بکری میں سات متفرق گھر شریک ہو سکتے ہیں۔اس فرقہ کی ترجمانی کرتے ہوئے مولانا عبدالقادر حصاری صاحب غیر مقلد لکھتے ہیں "ایک بکری میں سات متفرق گھر قربانی کے لئے شریک ہو سکتے ہیں جو نہ مانے وہ کافر ہے"۔(اصلی اہل سنت کی پہچان ص ۲۱۲، مطبوعہ مکتبہ اصحاب الحدیث لاہور)

حصاری صاحب نے جس فرقہ کی ترجمانی کرتے ہوئے مذکورہ بات لکھی ہے اس سے مراد جماعت غربا اہلحدیث ہے۔

قربانی میں عمر کا اعتبار ہے یا دانتوں کا:

پہلی رائے: غیر مقلدین کے ایک فریق کی رائے یہ ہے کہ اس میں عمر کا اعتبار ہے چنانچہ ثناء اللہ امرتسری صاحب لکھتے ہیں " بکری ایک برس سے زیادہ کی ہو تو جائز ہے ۔دونوں دانت نکلے ہوئے ہوں تو بہتر ہے"۔(فتاوی ثنائیہ ۱/۸۰۹)

دوسری رائے: اس کے برخلاف دوسرے فریق کی رائے یہ ہے کہ عمر کا اعتبار نہیں دو دانتا ہونا ضروری ہے۔چنانچہ شرف الدین دہلوی صاحب، مذکورہ فتوی کی تردید کرتے ہوئے لکھتے ہیں "صرف بہتر ہی نہیں بلکہ لازم و واجب ہے"۔(فتاوی ثنائیہ ۱/۸۰۹)

جہادی فنڈ میں کھال دینا:

پہلی رائے: غیر مقلدین کے ایک فرقہ کی رائے یہ ہے کہ قربانی کی کھال جہادی فنڈ

میں دینا جائز نہیں ہے۔حافظ عبدالستار حماد صاحب،قربانی کی کھالوں کے مصرف پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”مقامی لائبریری کی توسیع یا مساجد کی تعمیر وترقی میں انہیں (کھالوں کو) خرچ نہیں کرنا چاہیے اور نہ ہی جہاد فنڈ میں دینی چاہیے، کیوں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں کھالوں اور فطرانہ وغیرہ کو جہاد فنڈ میں نہیں دیا جاتا تھا“۔(فتاوی اصحاب الحدیث ص۱۹۹)

دوسری رائے:اس کے بالمقابل غیر مقلدین کی جماعۃ الدعوۃ کا موقف یہ ہے کہ جہادی فنڈ میں کھال دینا جائز ہے اور یہ لوگ اس موقف کی مضبوطی کے لئے خیانت کرنے سے باز نہیں آتے۔چنانچہ حماد صاحب بطور شکوہ لکھتے ہیں ”اس مقام پر یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ مجلّہ الدعوۃ نے ایک دفعہ میرے نام سے ”قربانی کے احکام ایک نظر میں“ شائع کیے تھے جس میں لکھا تھا کہ قربانی کی کھال یا اس کی قیمت فقراء مساکین ،طالبان دین اور مجاہدین کو دینی چاہیے۔میں نے صرف یہ لکھا تھا کہ قربانی کی کھال یا اس کی قیمت فقرا اور مساکین کو دینی چاہیے“۔(فتاوی اصحاب الحدیث ص۲۰۰)

خصی جانور کی قربانی:

پہلی رائے:غیر مقلدین کے ایک فرقہ کی رائے یہ ہے کہ خصی جانور کی قربانی جائز نہیں ۔چنانچہ غیر مقلدین کے فرقہ مسعودیہ المعروف جماعۃ المسلمین کے امیر اشتیاق صاحب لکھتے ہیں ”جانور کو خصی بنا کر قربانی کرنا حرام ہے“۔(کیا خصی جانور کی قربانی کرنی جائز ہے۔ص ۷)

دوسری رائے:اس کے برعکس غیر مقلدین کے دوسرے فرقہ کی رائے یہ ہے کہ خصی

جانور کی قربانی جائز اور حدیث سے ثابت ہے۔حافظ عبدالستار حماد صاحب لکھتے ہیں
"قربانی کے لئے جانور کا خصی ہونا عیب نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ قربانی کے لئے
بعض اوقات خصی جانور کا انتخاب کرتے تھے۔حدیث میں ہے رسول اللہ ﷺ دو ایسے
مینڈھوں کی قربانی دیتے جو گوشت سے بھرپور اور خصی ہوتے تھے [مسند امام احمد
۱۹۶/۵] (فتاوی اصحاب الحدیث ص ۱۹۵)

ایام قربانی:

پہلی رائے: غیر مقلدین کے ایک فرقہ کی رائے یہ ہے کہ قربانی کے دن تین ہی ہیں
۔چنانچہ غیر مقلدین کے فرقہ مسعودیہ المعروف جماعۃ المسلمین کے امیر اشتیاق
صاحب، دس احادیث ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں "مندرجہ بالا احادیث سے یہ بات
ثابت ہوتی ہے کہ قربانی تین دن تک کرنی چاہیے"۔(کیا خصی جانور کی قربانی جائز
ہے۔ص ۱۴)

دوسری رائے: اس کے بالمقابل غیر مقلدین کے دوسرے فرقہ کی رائے یہ ہے کہ قربانی
کے چار دن ہیں۔چنانچہ عبدالستار حماد صاحب لکھتے ہیں "یوم النحر اور ایام التشریق
یعنی ۱۰۔۱۱۔۱۲۔۱۳ دن تک قربانی ہوسکتی ہے۔(فتاوی اصحاب الحدیث ص ۱۹۳) اس
کے علاوہ علمائے حدیث میں بھی قربانی سے متعلق متضاد فتوے موجود ہیں۔اسی طرح
فتاوی علمائے حدیث کا جب فتاوی اہلحدیث سے تقابل کیا جاتا ہے تو کئی متضاد فتوے
سامنے آتے ہیں۔مگر ہم ان فتاوی کو کسی مجبوری کی وجہ سے اپنے مضمون میں نقل نہیں کر
سکے۔

غیر مقلدین کا بے جا طعنہ:

غیر مقلدین عموماً یہ طعنہ دیا کرتے ہیں کہ تقلید کی وجہ سے کئی گروہ بنے ہیں بلکہ ضلع گوجرانوالہ کے ایک صاحب ایم حسن محمد نے اپنے اہل حدیث ہونے کے اسباب میں ایک سبب یہی لکھا ہے کہ ''تقلید نے اہل اسلام میں انتشار وافتراق پیدا کر کے مسلمانوں کی قوت کو پارہ پارہ کر دیا ہے''۔(ہم اہلحدیث کیوں ہوئے ص ۳۱۰) افسوس ہے کہ ایم حسن اور دیگر غیر مقلدین کو حنفی، شافعی اختلاف تو نظر آتا ہے مگر اہلحدیث کا لامتناہی اختلاف نظر نہیں آتا۔ جب قربانی کی مسائل میں بھی اہلحدیث متفق نہیں تو باقی مسائل دینیہ میں ان میں اتحاد و اتفاق کہاں ہوگا۔ پھر ایم حسن صاحب کو اختلاف کا طعنہ دیتے ہوئے شرم آنی چاہیے تھی۔ جنہیں خود اس بات کا اعتراف ہے کہ اہل حدیث اختلاف کا شکار ہو کئی جماعتوں میں تقسیم ہو چکے ہیں۔ چنانچہ وہ خود لکھتے ہیں ''حاملین مسلک اہل حدیث کے اکثر علماء اور اکثر سرمایہ دار اچھے رویہ سے خالی ہیں۔ کچھ علم کے نشہ میں مخمور بداخلاق اور کچھ سرمایہ کی شراب میں بدمست، کبرونخوت، غرور گھمنڈ، فخر وتکبر سے ملبوس اور تقوی کے نور سے متنفر نظر آتے ہیں۔ ان ہی کی وجہ سے مقدس جماعت کئی ٹکروں میں بٹ گئی ہے جو کہ مسلک اہل حدیث کی ترقی وترفع میں ایک کوہ ہمالیہ جیسی رکاوٹ بن گئی ہے''۔(ہم اہل حدیث کیوں ہوئے۔ص ۳۱۳)

اکاذیب غیر مقلدین

(زبیر علی زئی کے مزید 10 جھوٹ)

فضیلۃ الشیخ علامہ عبدالغفار ذہبی مدظلہ (سابق غیر مقلد)

تنبیہ: قارئین کرام آپ ہمارا مضمون اکاذیب علی زئی یقیناً ملاحظہ فرماتے ہیں۔ اس میں ہماری طرف سے جناب علی زئی غیر مقلد وغیرہ کو دجال، کذاب، خبیث اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے جملوں سے نوازا جاتا ہے۔ یہ درحقیقت ان کے انداز بیان کا ری ایکشن ہے جو انہوں نے امام اعظم فی الفقہاء ابوحنیفہؒ التابعی الکوفی اور امام ابویوسفؒ القاضی، وامام محمد بن الحسن الشیبانیؒ، امام حسن بن زیادؒ، وغیرھم اور اکابر علماء دیوبند اور میرے شیخ محقق العصر محمد امین صفدر اوکاڑویؒ وغیرہ کے متعلق اپنایا ہے۔ خصوصاً امام محمدؒ کے متعلق کذاب، خبیث کے گندے الفاظ لکھے ہیں دیکھئے (الحدیث شمارہ ۷/۱۱ تا ۲۰ و الحدیث شمارہ ۲۸/۲۲ تا ۴۲، والحدیث شمارہ نمبر ۳۵/۵۱ تا ۶۰ والحدیث شمارہ نمبر ۳۹/۲۶ تا ۴۸ والحدیث شمارہ نمبر ۵۰/۱۵ تا ۳۲)

اور پروفیسر عبداللہ کراچوی نے ایک کتاب میں امام ابوحنیفہؒ کے متعلق نازیبا الفاظ استعمال کئے ہیں ورنہ ہم ان الفاظ کو پسند نہیں کرتے کیونکہ ہمارے آقائے دوجہاں امام اعظم فی الانبیاء حضرت محمد ﷺ کا طریقہ یہ نہیں **لم یکن فاحشا و لا متفحشا** (بخاری ۶۳۳ رقم ۳۷۵۹) آپ نہ فحش گو تھے نہ فحش گوئی کو پسند کرتے تھے ہمارے اکابرین کا طریقہ بھی یہی ہے اتباع سنت میں مگر **الا من ظلم** (القرآن النساء ۱۴۸)

علی زئی جھوٹ نمبر 61: علی زئی لکھتا ہے کہ یہ چاروں مجتہدین و دیگر علما تمام مسلمانوں کو تقلید سے منع کرتے ہیں (تعاقب اوکاڑوی للعلیزئی ص ۳۸)

تبصرہ: امام ابواسحاق الشیرازی الشافعیؒ م ۴۷۶ھ (یہ مشہور امام عالم محدث ہیں۔ ائمہ نے انکو احد الاعلام وامام المومنین فی الفقہاء وحجۃ اللہ علی ائمۃ عصرہ قرار دیا ہے۔ (العبر ۹/۲ ومقدمہ طبقات الفقہاء ص ۶) نے عامی پر تقلید کو جائز بلکہ واجب وفرض قرار دیا ہے، مثلاً **قلنا العامی لا طریق له الی ادراک حکم الحادثة الی ان قال فکان فرضه التقلید ولیس کذلک العالم الی ان قال ولان العامی جاز له التقلید وجب ذلک ولو کان هذا العالم مثله یلزمه التقلید الی ان قال مالة یجوز للعامی تقلید العالم الی ان قال ولانه لیس معه الآلة الاجتهاد فجاز له التقلید** (التبصرۃ فی اصول الفقہ الشافعی للشیرازی ص ۴۰ ۲تا ۲۴۴)

جوامام خود مقلد ہو اور عامی وغیرہ مجتہد پر تقلید محمود کو جائز و واجب اور فرض قرار دیتا ہو وہ دیگر مسلمانوں کو تقلید سے کیسے منع کرسکتا ہے۔ یہ علی زئی کا واضح جھوٹ ہے۔

علی زئی جھوٹ نمبر 62: علی زئی غیر مقلد لکھتا ہے کہ یہ چاروں مجتہدین ودیگر علما تمام مسلمانوں کو تقلید سے منع کرتے ہیں (تعاقب اوکاڑوی للعلیزئی ص ۳۸)

تبصرہ: امام الحرمین الجوینیؒ م ۴۷۸ھ جو کہ مشہور امام ہیں۔ ائمہ نے انکو (الفقیہ الشافعی ،احد الائمۃ الاعلام وکان من اذکیا العالم واحد اوعیۃ العلم العبر ۱۲/۲) قرار دیا ہے۔ وہ نبی ﷺ کے قول کو قبول کرنے کو تقلید اور امام احمد بن حنبلؒ سے تقلید کے جواز کو نقل کرتے ہیں۔ اور خود مقلد الشافعی ہیں مثلاً **قبول قول النبی ﷺ یسمی تقلیدا** (الورقات للجوینیؒ ۱/۳۰) **وقال ابن الحاجؒ ونقل ابو منصور البغدادی وامام الحرمین عن احمدؒ انه یجوز التقلید الصحابةؓ الخ** (التقریر والتحبیر لابن الحاج ۴۳۰/۳) **وقال الذهبیؒ وامام الحرمین ابوالمعالی الجوینیؒ عبد الملک الفقیه الشافعیؒ الخ** (العبر ۱۲/۲)

جوخود مقلد ہو، بادلیل پیروی کو تقلید کہتا ہو اور تقلید محمود کے جواز کو نقل کرتا ہو وہ کیسے تقلید سے منع کر سکتا ہے۔ لہذا یہ علی زئی غیر مقلد کا امام الحرمینؒ جیسے امام پر سیاہ ترین جھوٹ ہے۔

علی زئی جھوٹ نمبر 63: علی زئی غیر مقلد لکھتا ہے کہ یہ چاروں مجتہدین و دیگر علما تمام مسلمانوں کو تقلید سے منع کرتے ہیں (تعاقب اوکاڑوی للعلیزئی ص ۳۸)

تبصرہ: امام علی بن محمد البزدوی الحنفیؒ م ۴۸۲ھ یہ مشہور امام فقیہ اصولی ہیں۔ ائمہ نے انکو (**فخر الاسلام امام الدنیا فی الفروع والاصول وشیخ الحنفیہ عالم ماوراء النھر وکان اماما الائمہ علی الاطلاق** قرار دیا ہے۔ (فوائد البھیۃ ص ۱۲۴، ۱۲۵) نے تقلید کے وجوب اور تقلید کے جواز کو ائمہ فقہاء اور محدثین اہل السنۃ والجماعۃ الحنفیہ سے بالاتفاق نقل کیا ہے مثلاً قال الامام البزدویؒ وقال ابوسعید البردعی تقلید الصحابی واجب الی ان قال وقد اتفق عمل اصحابنا بالتقلید الخ (اصول البزدوی ص ۲۳۴ تا ۲۳۶)

جوخود مقلد ہو اور تقلید محمود کو واجب و اتفاقی نقل کرتا ہو وہ کیسے تقلید سے منع کر سکتا ہے لہذا علی زئی غیر مقلد کا امام بزدویؒ جیسے فقیہ و محدث، اصولی امام پر واضح جھوٹ ہے

علی زئی جھوٹ نمبر 64: علی زئی غیر مقلد لکھتا ہے کہ یہ چاروں مجتہدین و دیگر علما تمام مسلمانوں کو تقلید سے منع کرتے ہیں (تعاقب اوکاڑوی للعلیزئی ص ۳۸)

تبصرہ: امام محمد بن محمد الغزالی الشافعیؒ م ۵۰۵ھ یہ مشہور امام ہیں۔ ائمہ نے انکو (حجۃ الاسلام احد الاعلام قرار دیا ہے العبر ۲/۴۳) نے عامی پر تقلید کو لازم اور غیر مجتہد عالم پر اپنے سے اعلم کی تقلید کرنا جائز قرار دیا ہے مثلاً **قلنا اما العامی فیقلد واما العالم فانہ ان جازلہ تقلید العالم الی ان قال ومن قال بتقلید العالم احمد**

بن حنبلؒ واسحق بن راهويهؒ وسفيان الثوريؒ وقال محمد بن الحسنؒ يقلد العالم الاعلم .العامی يجب عليه الاستفئاء واتباع العلماء الی ان قال وقبول خبر الواحد وشهادة العدول تقليدا نعم يجو ز تسمية الخ (المستصفی للغزالی ص ۱۷۰، ۳۶۹، ۳۷۳) جوخود مقلد ہواور تقلید محمود کے وجوب وجواز کونقل کرتا ہووہ کیسے تقلید سے منع کرسکتا ہے،لہذا علی زئی غیر مقلد کا امام غزالی جیسے محدث وامام پر صریح جھوٹ ہے۔ وللہ الحمد

علی زئی جھوٹ نمبر 65: علی زئی غیر مقلد لکھتا ہے کہ یہ چاروں مجتہدین ودیگر علما تمام مسلمانوں کوتقلید سے منع کرتے ہیں (تعاقب اوکاڑوی للعلیزئی ص ۳۸)

تبصرہ: امام علاء الدین محمد السمر قندی الحنفیؒ م ۵۵۲ھ یہ مشہور امام وفقیہ ہیں ۔ائمہ نے ان کو (الامام کان متقنا وکان من فحول الفقہاء قرار دیا ہے۔ابن نجار) نے تقلید کا باب قائم فرمایا اور تقلید کے وجوب کونقل کیا ہے مثلاً باب فی التقليد الصحابیؓ .وقال بعض اصحابنا يلزمه تقليده واليه ذهب الكرخی والجصاص قال كثيرا ما رايت ابا يوسف رحمه الله الی ان قال وعن محمد رحمه الله الی ان قال كان يريان تقليد الصحابی الی ان قال واما من قال بلزوم تقليد الصحابی فقد اجتع باشياد ۔(البز ادی اصول الفقہ للسمر قندی ص ۳۵۳، ۳۵۴) جوخود مقلد ہواور تقلید محمود کے وجوب کونقل کرتا ہووہ کیسے تقلید سے منع کر سکتا ہے۔ یہ علی زئی غیر مقلد کا امام سمرقندیؒ جیسے امام محدث اصولی پر بدترین جھوٹ ہے۔

علی زئی جھوٹ نمبر 66: علی زئی غیر مقلد لکھتا ہے کہ یہ چاروں مجتہدین ودیگر علما

تمام مسلمانوں کو تقلید سے منع کرتے ہیں (تعاقب اوکاڑوی للعلیزئی ص ۳۸)

تبصرہ: امام ابن قدامہ المقدسی الحنبلیؒ م۶۲۰ یہ مشہور امام ہیں۔ ائمہ نے ان کو (احد الائمہ الاعلام و کان مع شجرۃ فی العلوم وتفننسہ ورعازاھد أربانیا قرار دیا ہے۔ العبر للذھبیؒ) نے عامی پر مجتہد کی تقلید واجب اور جائز بالاجماع قرار دی ہے مثلاً **قال ابن قدامہ وعلی ان العامی له تقلید المجتھد الی ان قال واما التقلید فی الفروع فھو جائز اجماعاًالی ان قال ما ذکرنا فلھذا جاز التقلید فیما بل وجب علی العامی ذلک .**

(روضۃ الناظ للمقدسی ص ۳۳۸، ۳۴۳، ۳۴۴) جو خود مقلد ہو اور تقلید محمود کو واجب بالاجماع قرار دیتا ہو تو کیسے تقلید سے منع کر سکتا ہے، لہذا یہ علی زئی غیر مقلد کا امام ابن قدامہ مقدسیؒ جیسے فقیہ ومحدث پر سیاہ ترین جھوٹ ہے۔

علی زئی جھوٹ نمبر 67: علی زئی غیر مقلد لکھتا ہے کہ یہ چاروں مجتہدین ودیگر علما تمام مسلمانوں کو تقلید سے منع کرتے ہیں (تعاقب اوکاڑوی للعلیزئی ص ۳۸)

تبصرہ: امام سیف الدین ابوالحسن علی بن ابی علی الآمدی الشافعیؒ م۶۳۱ یہ مشہور امام ہیں ۔ ائمہ نے ان کو (**العلامۃ صاحب التصانیف و کان من اذکیا العالم** قرار دیا ہے۔ العبر ۲/۲۲۵) نے مجتہد کی تقلید کو جائز اور بلا اختلاف لازم قرار دیا ہے مثلا **اما العامی فیجوز له ذلک من غیر ہ خلاف (یعنی التقلید) واما المجتھدین من التابعین ومن بعد ھم فیجوز له تقلیدہ الخ**

(الاحکام للآمدی) جو خود مقلد ہو اور تقلید محمود کو لازم اور جائز قرار دیتا ہو وہ کیسے تقلید سے منع کر سکتا ہے۔ یہ علی زئی کا امام سیف الدین آمدی جیسے محدث اصولی پر سفید

جھوٹ ہے۔

علی زئی جھوٹ نمبر 68: علی زئی غیر مقلد لکھتا ہے کہ یہ چاروں مجتہدین ودیگر علما تمام مسلمانوں کو تقلید سے منع کرتے ہیں (تعاقب اوکاڑوی للعلیزئی ص ۳۸)

تبصرہ: امام ابوزکریا یحیٰ بن شرف النوویؒ الشافعی م ۶۷۶ مشہور امام ومحدث ہیں۔ ائمہ نے ان کو (**الامام الحافظ الا وحدة القدوة شیخ الاسلام علی الاولیا وکان حافظ للحدیث وفنونه ورجاله و صحیح وعلیه راسا فی معرفة المذهب** قرار دیا ہے۔ تذکرۃ الحفاظ ۴/۱۷۴، ۱۷۵ او العبر ۲/۳۰۵، ۳۰۶) نے احکام شرعیہ میں تقلید کے جواز کو بیان فرمایا اور ترغیب دی ہے مثلاً **قال النوویؒ تحت حدیث الدین النصحیة وحکاه ایضاً الخطابیؒ ثم قال وقد یتناول ذلک علی الائمة الذین هم علما الدین وان من نصیحتهم قبول ما رووه و تقلید هم فی الاحکام واحسان الظن بهم**

(شرح مسلم للنوویؒ ۱/۵۴)

جو خود مقلد ہو اور تقلید محمود کی ترغیب وجواز کو نقل کرے وہ کیسے تقلید سے منع کر سکتا ہے لہذا یہ علی زئی غیر مقلد کا امام نوویؒ جیسے امام ومحدث پر سیاہ ترین جھوٹ ہے۔

علی زئی جھوٹ نمبر 69: علی زئی غیر مقلد لکھتا ہے کہ یہ چاروں مجتہدین ودیگر علما تمام مسلمانوں کو تقلید سے منع کرتے ہیں (تعاقب اوکاڑوی للعلیزئی ص ۳۸)

تبصرہ: امام ابوالبرکات عبداللہ بن احمد النسفی الحنفیؒ م ۷۱۰ھ مشہور امام حافظ مفسر ہیں۔ ائمہ نے ان کو (**علامة الدنیا حافظ الدین الامام کان اماما کاسلا عدیم النظیر فی زمانه راسا فی الفقه والاصول جارعا فی الحدیث ومعانیه** (الدرر الکامنہ لابن حجرؒ ۲/۱۵۱ او فوائد البھیۃ ص ۱۰۲) نے تقلید کے وجوب اور جواز کو عند

اہل السنۃ والجماعۃ الحنفیہ نقل و بیان فرمایا ہے مثلاً ان تقلید الصحابی واجب ،وعلی ھذا ادرکنا مشائخنا وقد اتفق عمل اصحابنا بالتقلید الخ (کشف الاسرار ۲/۴/۱۷) جوامام خود مقلد ہواور تقلید محمود کے وجوب کو اتفاقی عمل مشائخ قرار دے وہ کیسے تقلید سے منع کرسکتا ہے۔لہذا یہ علی زئی غیر مقلد کا امام نسفی جیسے فقیہ ومحدث پر صریح جھوٹ ہے۔

علی زئی جھوٹ نمبر 70:علی زئی غیر مقلد لکھتا ہے کہ یہ چاروں مجتہدین ودیگر علما تمام مسلمانوں کو تقلید سے منع کرتے ہیں (تعاقب اوکاڑوی للعلیزئی ص ۳۸)

تبصرہ:امام محمد بابن المعروف امیر الحاج الحنفی م ۸۷۹ھ مشہور امام ہیں۔ائمہ نے ان کو (الحلبی الحنفی عالم الحنفیہ علب وصدرھی کان اماما عالما علامۃ سفنفا (شذرات الذہب ۷/۳/۴۷) نے مطلق تقلید کے جواز اور اپنے سے اعلم کی تقلید کو جائز اور عامی پر تقلید کو واجب عندالجمہور قرار دیا ہے مثلاً لا یمنع من التقلید مطلق .فانہ یجوز لہ ان یقلد مجتھد آخر و یعمل بقولہ .یقلد مجتھداا علم منہ .لا کثر الجواز للتقلید .غیر المجتھد یلزمہ عند الجمھور التقلید وان کان مجتھدا فی بعض مسائل الفقہ .وھو الحق لماتقدم ان علی الاکثرین .ولا نکیر علیھم فکان اجماعاًسکوتیاًعلی جواز اتباع العالم المجتھد مطلقاً.والجمھور علی انہ یجب علیہ التقلید فی فروع الشریعۃ جمیعھا الخ

(التقریر والتحبیر لابن الحاج ۳/۴۲۰ الی ۴۳۹) جو امام خود مقلد ہو اور عامی پر تقلید محمود کو واجب وجائز عندالجمہور قرار دے وہ کیسے تقلید سے منع کرسکتا ہے۔یہ علی زئی کا امام ابن الحاج جیسے امام فقیہ محدث واصولی پر سیاہ ترین جھوٹ ہے۔

ملفوظاتِ اوکاڑویؒ

مولانا محمد اللہ دتہ بہاولپوری

(51) غیر مقلد کا مطلب ہے کہ جو نہ خود اجتہاد کر سکتا اور نہ کسی کی تقلید کرے یعنی نہ مجتہد ہو نہ مقلد۔ جیسے نماز باجماعت میں ایک امام ہوتا ہے باقی مقتدی لیکن جو شخص نہ امام ہو نہ مقتدی، کبھی امام کو گالیاں دے کبھی مقتدیوں سے لڑے یہ غیر مقلد ہے۔ یا جیسے ملک میں ایک حاکم ہوتا ہے باقی رعایا لیکن جو نہ حاکم ہو نہ رعایا بنے وہ ملک کا باغی ہے۔ یہی مقام غیر مقلد کا ہے۔ (تجلیات صفدر ۳/۷۷)

(52) غیر مقلدین کی ایک مضحکہ خیز حرکت یہ ہے کہ ان کو جہاں اپنے مطلب کی بات ملے گی خواہ وہ کتنی ہی ضعیف اور، کتنی ہی لغو اور بے کار اور کتنی ہی پادر ہوا اور پھسپھی کیوں نہ ہو اس کو سینے سے لگائیں گے، گلے کا ہار بنائیں گے، اس سے تمسک کریں گے اور اسکو مضبوطی سے تھامیں گے۔ لیکن جو بات ان کے مطلب اور قصد، ان کے مذہب اور مشرب اور ان کی منشاء اور رائے کے خلاف ہو خواہ وہ بات صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ اور ائمہ کرامؒ سے ثابت ہو اس کو پس پشت ڈال دیں گے۔ اس سے صرف نظر اور اعراض کریں گے۔ حقائق سے اغماض کریں گے۔ (تجلیات صفدر ۳/۶۵)

(53) جب انسان اندھے بہرے تعصب میں مبتلا ہو جاتا ہے، تشدد کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیتا ہے اور غلو کو شعار و دثار بنا لیتا ہے تو وہ حقائق بینی کی صلاحیت کھو بیٹھتا ہے۔ واقعات دیکھنے کی قابلیت سے محروم ہو جاتا ہے جس کے طاغوت آشیاں دماغ کو تعصب کی کدورتوں نے گدلا کر رکھا ہو تو وہ حقائق دیکھتے تو کیونکر، واقعات پرکھتے تو کیسے (تجلیات صفدر ۳/۶۶)

(54) انگریز نے جب سیاسی طور پر مسلمانوں سے حکومت چھین لی تو تمام ادیان کا

ایک متحدہ محاذ بنایا کہ وہ اسلام کے بارہ شبہات پیدا کرے۔شاہ جہان پور میں سارے اتحادی اکھٹے ہوئے۔اس وقت صرف ایک ہی شیر اسلام کی حفاظت کے لئے آگے بڑھا، وہ تھے قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی صاحبؒ اسلام کے کسی اور نام لیوا فرقے کو جرات نہ ہوئی کہ ان اتحادیوں کے منہ آتا۔حضرت نانوتوی نے جو تقریر فرمائی تو تمام (باطل) نہ صرف فبھت الذی کفر کا مصداق تھے بلکہ صم بکم عمی کا پورا نقشہ نظر آرہا تھا (تجلیات صفدر ۵/۳۰۵)

(55) گزشتہ صدی سے بعض لوگوں میں دین میں خودرائی کا مرض پیدا ہوگیا تو کئی اسلامی مسائل ان کا تختہ مشق بنے۔چنانچہ قربانی کا مسئلہ بھی اس کی زد میں آگیا بعض منکرین حدیث نے قربانی کی مخالفت میں لکھا تو اہل السنۃ والجماعۃ نے ان کے ہر مغالطہ کا جواب دیا۔ہمارے اہل حدیث حضرات کو بھی اس معرکہ میں فقہا کی ضرورت محسوس ہوئی۔چنانچہ فتاوی علماء حدیث میں ائمہ اربعہ اور دیگر فقہآ کی عبارات سے قربانی کا ثبوت پیش کر کے مخالفین سے مطالبہ کرتے ہیں۔اگر اب بھی ان (منکرین قربانی) کو اپنے اس ادعا پر ناز ہے تو پھر ہمیں بھی اپنے ان فقہاء کا پتہ دیں جو قربانی کے مشروع اور مسنون ہونے کے قائل نہیں کہ کون ہیں کتنے ہیں۔سنی ہیں یا شیعہ ۔۔۔لاؤ تو صحیح ذرا میں بھی دیکھ لوں نہ کس کس کی مہر ہے سر محضر لگی ہوئی نہ مانیں تو ائمہ اربعہ کو بھی جواب دے دیں ماننے پر پر آئیں تو فقیہ بھی برہان بن جائے (تجلیات صفدر ۵/۲۷۷)

(56) ایک دفعہ ایک لامذہب شیخ الحدیث صاحب ایک دوکان پر گئے۔وہاں ایک حنفی نوجوان کو پوچھا کیا تم مقلد ہو؟ اس نے کہا جی ہاں! میں ان پڑھ ہوں ظاہر ہے کہ میرے پاس کسی عالم پر اعتماد کے سوا کوئی چارہ کار نہیں۔اس لئے تقلید کے بغیر نہ نماز

پڑھ سکتا ہوں نہ کوئی اور دینی کام سرانجام دے سکتا ہوں۔شیخ الحدیث صاحب نے کہا کس کی تقلید کروں گے؟اس نے کہا آپ بھی عالم ہیں۔میں آپ پر اعتماد کر کے مسائل پوچھ لوں گا اور آپ کی تقلید کرلوں گا۔یہ بات سن کر شیخ الحدیث صاحب خاموش ہو گئے۔وہ نوجوان تھوڑی دیر خاموش رہا کہ شیخ الحدیث صاحب تقلید سے منع کریں گے۔کوئی آیت یا حدیث پڑھیں گے مگر شیخ الحدیث خاموش رہے۔اس نوجوان نے کہا کہ حضرت اگر میں کہہ دیتا کہ میں حضرت امام اعظم ابو حنیفہؒ کی تقلید کرتا ہوں تو سارا قرآن میرے خلاف پڑھ دیا جاتا،کبھی ابو جہل کے متعلق آیات مجھ پر فٹ کی جاتی،تو کبھی احبار ورہبان والی آیات میرے امام پر چسپاں کی جاتیں۔کبھی مجھے مشرک کہا جاتا،کبھی میرے امام کو قیاس کی وجہ سے شیطان کہا جاتا،کبھی تقلید کو کتے کا پٹہ کہا جاتا،کبھی میرے محمدی ہونے کا انکار کیا جاتا،مجھے نبی کا منکر دین کا دشمن کہا جاتا۔مگر اب میں آپ کی تقلید کے لئے تیار ہو گیا ہوں۔اب نہ کوئی آیت میرے خلاف پڑھی ہے اور نہ کوئی حدیث معلوم ہوا کہ اصل اختلاف تقلید نہیں۔وہ تو آپ کے عوام میں بھی پائی جاتی ہے۔صرف اور صرف امام صاحبؒ سے حسد ہے کہ لوگ ان کی تقلید کیوں کرتے ہیں۔(تجلیات صفدر ۵/۳۷۰)

(57) ملکہ وکٹوریہ کے زیر سایہ جب یہ فرقہ (غیر مقلدین) پیدا ہوا اس نے دیکھا کہ انگریز خنزیر خور قوم ہے اور مسلمان خنزیر سے بہت نفرت کرتے ہیں تو مسلمانوں کے خلاف انگریزوں کو خوش کرنے کے لئے ان کے مسلمہ علماء نے خنزیر کے پاک ہونے کا فتوی دیا۔مثلاً۔علامہ وحید الزمان غیر مقلد نے لکھا ”انسان کے بال مردار اور خنزیر پاک ہے۔خنزیر کی ہڈی،پٹھے،کھر،سینگ اور تھوتھنی سب پاک ہیں (کنز الحقائق ص ۱۳) علامہ نورالحسن نے لکھا کہ خنزیر کے نجس العین ہونے کا دعوی ناتمام ہے“۔(عرف

الجادی ص ۱۰)(تجلیات صفدر ۵/۱۸۹)

(58) اس فرقہ (غیر مقلد) کی سب سے بڑی بزدلی یہ بھی ہے کہ ان کے اصل مد مقابل منکرین حدیث ہیں لیکن یہ کبھی ان سے مناظرہ نہیں کرتے بلکہ اگر کسی علاقہ میں وہ مناظرہ کا چیلنج دیں تو دھڑا دھڑ منکر حدیث بننا شروع کر دیتے ہیں۔ آپ منکرین حدیث کی تاریخ پڑھ کر دیکھیں تو آپ اس تاریخی حقیقت کو تسلیم کر لیں گے کہ سو فیصد منکرین حدیث انہی سے بنے ہیں۔ (تجلیات صفدر ۵/۱۶۹)

(59) اس فرقہ کی نفسیات یہ ہے کہ اس فرقہ کے سینکڑوں آدمی قادیانی بن جاتے ہیں ، ان کو کوئی صدمہ نہیں ہوتا، ان کے سینکڑوں آدمی منکر حدیث بن جاتے ہیں انہیں کوئی غم نہیں ، ان کے بیسیوں آدمی رافضی بن چکے ہیں انہیں کوئی پرواہ نہیں، ان میں سے سینکڑوں آدمی دہریہ بن گئے ہیں انہیں ذرا دکھ نہیں ، ان کے نزدیک عمل بالحدیث صرف فقہ کو گالیاں دینے کا نام ہے۔ (تجلیات صفدر ۵/۱۶۹)

(60) برادران اسلام اس ملک پاک و ہند میں بارہ صدیوں سے اسلام آیا ہوا ہے ۔ یہاں اسلام لانے والے اسلام پھیلانے والے اور اسلام کو قبول کرنے والے سب کے سب اہل سنت والجماعت حنفی تھے۔

یہاں کے تمام مفسرین ، محدثین ،فقہاء ، اولیاء کرام اور سلاطین عظام اہل سنت والجماعت اور حنفی تھے۔ لیکن جب انگریز کے منحوس قدم یہاں آئے تو وہ یورپ سے ذہنی آوارگی مادر پدر آزادی اور دینی بے راہ روی کی سوغات ساتھ لایا۔ اور مذہبی آزادی اور مذہبی تحقیق کے خوشنما اور دلفریب عنوانوں سے اس ملک میں خودسر اور متعصب فرقے کو جنم دیا۔ اس فرقہ (غیر مقلدیت) کا پہلا قدم سلف سے بدگمانی ہے اور اسکی انتہاء سلف پر بدزبانی ہے۔ (تجلیات صفدر ۵/۳۴۴)

رازکی باتیں — تمہاری نماز نہیں ہوتی

(محمد عمران سلفی)

بیٹا: آج سکول نہیں گئے؟ جمشید نے ٹھنڈے انداز میں پوچھا

بیٹا: ابا جان! وہ... وہ جو ہمارے ماسٹر صاحب ہیں ناں وہ ہمیں اچھا نہیں سمجھتے۔ اس لئے ان کے پاس پڑھنے کو دل نہیں کرتا۔

جمشید: ماسٹر صاحب تو میرے گہرے دوست ہیں ان سے آپ کو کیا شکوہ ہو گیا؟ **بیٹا:** ابو! وہ ہمیں کہتے ہیں کہ تم امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھتے اس لئے تمہاری نماز نہیں ہوتی تمہارا سارا خاندان بے نمازی ہے تم غلط مذہب کے لوگ ہو۔ **جمشید:** (حیران ہو کر) اچھا میں ابھی جا کر ماسٹر صاحب سے ملتا ہوں ...... تھوڑی دیر کے بعد جمشید ماسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھے پوچھ رہے تھے کہ ماسٹر جی آپ نے کیا کہہ دیا کہ تمہاری نماز نہیں ہوتی؟ **ماسٹر:** یہ مسئلہ تو صاف حدیث میں آیا ہوا ہے کہ جو آدمی امام کے پیچھے فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز نہیں ہوتی

جمشید: وہ حدیث کہاں ہے؟ ماسٹر: یہ تو پتہ نہیں **جمشید:** جب آپ کو پتہ ہی نہیں کہ حدیث کہاں ہے پھر آپ اتنا سخت فتویٰ دے رہے ہیں یہ آپ کو زیب دیتا ہے؟ **ماسٹر:** اصل میں ہمارے علاقے میں ایک بہت بڑے اہل حدیث عالم ہیں، انہوں نے یہ حدیث سنائی تھی۔ آپ میرے ساتھ چلیں۔ ہم جا کر ان سے پوچھ لیتے ہیں۔

جمشید: ٹھیک ہے چلو۔ دونوں موٹر سائیکل پر سوار ہو کر اسکول سے نکل گئے اور اگلے ہی لمحے اہل حدیث عالم کے پاس بیٹھے تھے۔ جمشید: مولوی صاحب! آپ نے یہ مسئلہ کیسے بتایا ہے۔ اہل حدیث مولوی! یہ تو صاف حدیث میں ہے۔ بخاری کی حدیث ہے اور پوری امت کا یہی مسلک ہے۔ اس پر تو علماء نے بڑی بڑی کتابیں لکھی

ہیں۔ یہ دیکھو "توضیح الکلام" دو جلدوں میں صرف اسی ایک مسئلہ پر لکھی ہوئی ہے جو ہمارے مایہ ناز محقق علامہ ارشاد الحق اثری کی لاجواب تصنیف ہے جمشید: مطالعہ تو کرلوں گا پہلے آپ بھی دیکھ لو۔ یہ صفحہ ۳۴ پر لکھا ہے "امام بخاریؒ سے لے کر دور قریب کے محققین علماء اہل حدیث تک کسی کی تصنیف میں یہ دعوی نہیں کیا گیا کہ فاتحہ نہ پڑھنے والے کی نماز باطل ہے، وہ بے نمازی ہے وغیرہ.. تو مولوی صاحب! اب میں آپ کو جھوٹا کہوں یا پوری امت کے محققین کو جھوٹا کہوں۔ اہل حدیث مولوی! سر جھکائے ہوئے جمشید: مجھے بھی ایسے لگتا ہے کہ اصل مسئلہ یہی ہوگا۔ لیکن آپ کو پتہ تو ہے کہ عوام کے سامنے تھوڑی سختی کرنی پڑتی ہے، ورنہ ہماری بات کا اثر نہیں ہوتا۔ شاید اسی حکمت عملی کو سامنے رکھ کر عموماً ہماری کتب میں لکھا ہوتا ہے کہ امام کے پیچھے فاتحہ کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ جمشید: (اف لکم) افسوس ہے تم پر۔ یہ کونسا طریقہ ہے کہ اپنے مفاد کی خاطر شریعت ہی بدل دی جائے۔ ماسٹر: مولوی صاحب! یہ آپ ہمارے ساتھ کیا کر رہے ہیں۔ خدا کے لئے مسئلہ تو صحیح بتا دیا کریں۔ بھائی جمشید چلیں! میں ان جھوٹے لوگوں سے بات بھی نہیں کرنا چاہتا۔ جمشید: میں آج ہی جا کر اس کتاب کا صفحہ فوٹو سٹیٹ کروا کے لوگوں کو دیتا ہوں تاکہ مغالطے سے بچ جائیں اور اصل حقیقت بھی واضح ہو جائے۔ مولوی: میری کتاب واپس کرو۔

جمشید: (مسکرا کر) یہ لو کتاب، یہ کتاب تو میرے پاس پڑی ہے۔

تمہاری کتاب کی ہمیں کیا ضرورت ہے؟ مولوی: بھائی جمشید! اس بات کو بس یہیں تک رہنے دیں آئندہ ایسی غلطی نہیں ہوگی۔ جمشید: نہیں اب تو یہ راز فاش ہو کر رہے گا اور میں یہ پوری داستان تحریر کر کے قافلہ حق میں اشاعت کے لئے ارسال کر رہا ہوں۔

ایک یقینی دشنام طراز کے جواب میں (تیسری قسط)

فضیلۃ الشیخ علامہ عبدالغفار ذہبی صاحب مدظلہ (سابق غیر مقلد)

(جواب ثالث): جناب ندیم ظہیر صاحب حدیث عبداللہ بن عمرؓ من طریق عبید اللہ بن عمر العمریؒ میں آپ کے شیخ کا پیش کردہ ہندسہ 5 کا رد بھی موجود ہے مثلاً حدیث ابن عمرؓ من طریق عبیداللہ بن عمر العمریؒ میں سجدوں کی رفع یدین کا ثبوت ہے دیکھئے (مشکل الآثار للطحاوی ۲/۲۰ رقم ۲۴ وسندہ صحیح علی شرط البخاری ومسلم وبیان الوہم والایہام لابن القطان ۵/۶۱۳، وقال ابن القطان صحیح وفتح الباری لابن حجرؒ ۲/۲۸۴)

تنبیہ: اس حدیث کے شواہد ہیں مثلاً من طریق محارب بن دثار عن ابن عمرؓ الحدیث (مصنف ابن ابی شیبہ ۲/۲۶۶ وسندہ صحیح) من طریق نافع عن ابن عمرؓ الحدیث (مسند احمد ۲/۱۸۰، وجزء رفع الیدین للبخاری ص ۴۸ رقم ۸۳، وصحیح الاوسط للطبرانی ۱/۳۹، ۸۳ والکامل لابن عدی ۶/۲۳۱۷، وفتح الودود لعبد الحق غیر مقلد ص ۷۶، وفضل الودود لابی جعفر غیر مقلد ص ۳۱) ومن طریق سالم عن ابیہؓ الحدیث (فتح المغیث للسخاوی ۲/۳۲۳ وزیادات علی جزء رفع الیدین للفیض الرحمٰن الثوری غیر مقلد ص ۶۸ وغیرھا)

فائدہ: مذکورہ احادیث میں سجدوں کی رفع یدین ثابت ہے جو 5 پانچ کے ہندسہ کو رد کرتی ہے۔ یاد رہے بخاری، نسائی، ابوداؤد، ابن خزیمہ، وابن حبان وجزء رفع الیدین للبخاری میں مروی حدیث ابن عمرؓ من طریق عبید اللہ بن عمر میں سجدوں کی رفع یدین کا عدم ذکر ہے اور بتصریح آپ کے استاد علی زئی عدم ذکر نفی کو مستلزم نہیں

دیکھئے (نورالعینین ص ۵۸ ط ۲۰۰۶) کتنی ڈھٹائی سے اس واضح جھوٹ کو ہضم کرنے کی ناکام کوشش کررہے ہو۔چوری بھی اور سینہ زوری بھی مگر الحمد للہ ہم آپ دونوں استاد اور شاگرد کو توبہ اور اعلان رجوع کرواتے رہیں گے۔انشاء اللہ۔

جناب ندیم ظہیر صاحب ایسا لگتا ہے آپ خود کرائے کے کذاب ہیں ۔کیونکہ جب ٹوپی پہننے سے حافظ و محقق کا لاحقہ لگانے سے کوئی عالم ربانی نہیں بن جاتا ۔آدمیت اور شے ہے اور علم کچھ اور چیز ہے،طوطے کو کتنا ہی کیوں نہ پڑھایا جائے پھر بھی وہ حیوان ہی رہتا ہے۔علی زئی دجال کذاب کا خودساختہ محقق جناب ندیم ظہیر صاحب ہماری اس تحقیق کو آپ خوب ذہن نشین کرلیں۔جو آپ دونوں کی حقیقت کو آشکارا کررہی ہے۔فلہٰذا آپ دونوں اکذب الناس ہیں وللہ الحمد۔

(عبارت نمبر 2):ندیم ظہیر غیر مقلد لکھتا ہے کہ "اس کمپوزنگ کی غلطی کو وہی لوگ جھوٹ تصور کریں گے جن کی پرورش جھوٹوں میں ہوئی ہو یعنی جن کے پیشوا اور اکابر جھوٹے ہیں ۔قاسم نانوتوی دیوبندی نے کہا لہذا میں نے جھوٹ بولا ،دوسرے دیوبندی پیشوا نے اعلان کیا کہ میں جھوٹا ہوں ۔جھوٹو جھوٹ کی بیماری میں خود مبتلا ہو دوسروں کو کیوں اس دلدل میں گھسیٹ رہے ہو۔تمہاراورثہ تمہیں مبارک ہو(الحدیث ۴۰/۶۳)

جواب اول: جناب ندیم ظہیر کذاب غیر مقلد صاحب آپ نے اپنی جہالت کی وجہ سے جو کلام توریۃً ہے اسکو حقیقی جھوٹ سمجھ کر جزماً حضرت محدث وفقیہ شیخ محمد قاسم نانوتوی نوراللہ مرقدہ کو کذاب قرار دیا ہے حالانکہ یہ فعل احمقانہ ہے۔مثلاً

مثال نمبر 1: **عن ابی ھریرۃؓ مرفوعاًلم یکذب ابراھیم الا ثلا ثلاثاًوفی روایۃ لم یکذب ابراھیم الا ثلث کذبات الحدیث** (بخاری

۱/۳۷۴،۴۷۴ط کراچی وص ۲۷۲رقم ۳۳۵۷و۳۳۵۵ط الریاض)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابراھیمؑ ساری عمر جھوٹ نہیں بولے مگر تین بار (بخاری ترجمہ وتشریح علامہ وحید الزمان غیر مقلد ۳/۳۶۸) مگر اہل السنۃ والجماعۃ الحنفیہ المعروف دیوبند نے اس حدیث کی تشریح میں یوں لکھا''اوراسی ظاہر جھوٹ کوتوریہ کہتے ہیں جس کے جواز میں قطعاً شبہ نہیں لیکن بالخصوص حاجت میں (بخاری مترجم عربی اردو۲/۳۴۳ط ادارہ اسلامیات)

تنبیہ: جناب ندیم ظہیر صاحب اس جھوٹ کو نبی اقدس ﷺ الصادق والمصدوق نے بیان کیا ہےاور حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کیا ہےاور ابوہریرہؓ سے امام محمد بن سرینؒ ان سے امام ایوبؒ ان سے امام جریر بن حازمؒ وحماد بن زیدؒ ان سے امام ابن وھب ان سے امام محمد بن محبوب ان سے سعید بن تلید الرعینیؒ اوران سے امام بخاریؒ نے تخریج کیا ہےتو کیا آپ استادوشاگرددونوں ان حضرات کوجھوٹا قراردیں گے۔معاذ اللہ اگر بغیر تاویل کے اس حدیث کوآپ لیں تو یہ نص قطعی کے خلاف ہے مثلاً قال عزوجل انہ کان صدیقا نبیا (القرآن سورۃ مریم الآیۃ ۴۱)

اورقرآن میں صداقت وعدالت محمد عربی ﷺ اور صحابہؓ کو بیان فرمایا ہے جو جواب اس حدیث کا آپ دیں گے وہی جواب ہماری طرف سے ہمارۓ اکابرین کے متعلق سمجھ لیں۔وللہ الحمد

جواب ثانی: جناب ندیم ظہیر صاحب غیر مقلد

مثال نمبر2:عن حنظلہ الاسیدیؓ الی ان قال یعنی ابوبکر فقال کیف انت یا حنظلہؓ قلت نافق حنظلہ الی انا قال انا وابو بکرؓ حتی دخلنا علی رسول اللہ ﷺ قلت نافق حنظلہؓ یا رسول اللہ ﷺ الحدیث

(مسلم ۲/۳۵۵ ط کراچی وص ۱۱۵۵ رقم ۶۹۶۶ الریاض)

ترجمہ: حضرت حنظلہؓ اسیدی سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ مجھے ملے اور فرمایا کہ اے حنظلہؓ تو کیسا ہے! تو میں نے کہا حنظلہؓ منافق ہو گیا۔ پھر میں اور ابوبکرؓ چلے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ حنظلہؓ منافق ہو گیا۔ الخ

تنبیہ: جناب ندیم ظہیر غیر مقلد صاحب! ان صحیح حدیثوں اور ان مثالوں سے آپ استا دو شاگرد صاحبان حضرت ابراھیمؑ وحضرت حنظلہؓ کو معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کذاب ومنافق قرار دو گے۔ حالانکہ حضرت ابراھیمؑ کو قرآن پاک میں انہ کان صدیقا نبیا قرار دیا گیا ہے اور حضرات صحابہ کرامؓ کی صداقت وعدالت ودیانت ثابت بالقرآن والاحادیث التواترہ والاجماع ہے۔ کمالا یخفی علی اھل العلم۔ جو جواب آپ دونوں ان احادیث کا دیں گے وہی جواب ہمارے اکابرین کے متعلق سمجھ لیں۔ وللہ الحمد۔

بھید کھل جائے گا ظالم تیری قامت درازی کا
اگر اس طرہ پر پیچہ ضم کا پیچ وخم نکلے

لطیفہ: علی زئی دجال وکذاب غیر مقلد کے خود ساختہ محقق حافظ ندیم ظہیر غیر مقلد صاحب نے **الالعنة الله على الكاذبين** کی نسبت میری طرف کی ہے (الحدیث شمارہ نمبر ۴۰/۶۳ بحوالہ قافلہ حق شمارہ نمبر ۲/۵۷) حالانکہ یہ کمپوزنگ کی غلطی تھی جو کہ اشتباھاً ہو گئی تھی۔ مگر ہم نے قافلہ حق اشاعت خاص پہلا ایڈیشن کے ص ۶۶ پر ان دو آیتوں کو الگ الگ مع تصحیح بیان کر دیا ہے مگر آپ کے استاد حافظ زبیر علی زئی غیر مقلد نے خود **الا لعنة الله على الكاذبين** لکھا ہے۔ دیکھئے (تعاقب امین اوکاڑوی للعلیزئی ص ۱۸ ط مئی ۲۰۰۵)

؎ دوسروں کی آنکھ کا تنکا تو نظر آ گیا اور اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا

اس کتابت کی غلطی پر آپ اپنے استاد پر کذاب ودجال کا فتوی لگاؤ اگر نہیں تو پھر دوسروں کی کتابت کی غلطی پر سب وشتم کی بوچھاڑ کرنا بند کرو اور حضرت اوکاڑویؒ و مولانا انوار خورشید صاحب ومولانا محمد اسماعیل محمدی صاحب کے متعلق بیان کردہ جھوٹوں سے اعلان رجوع کرو۔ کیا تمہارے پاس یہودیوں کی طرح لینے اور دینے کے پیمانے الگ الگ ہیں۔ ؎ شرم تو تم کو مگر آتی نہیں

عبارت نمبر 3: جناب ندیم ظہیر غیر مقلد کذاب دجال لکھتا ہے کہ تصحیح اغلاط میں بھی اور کذاب غلط کذبا صحیح شائع کیا گیا ہے حالانکہ کذاب غلط اور کذابا صحیح ہونا چاہیے۔ خود تصحیح اغلاط کے نام پر پورا صفحہ چھاپ دیا اور دوسروں کی چھوٹی سے چھوٹی کمپوزنگ کی غلطی کو بھی جھوٹ بنا دیا (الحدیث ۴۰/۶۳)

جواب اول: جناب ندیم ظہیر صاحب آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ الحمدللہ ہم نے آیت الالعنة الله علی الکاذبین جو یقیناً کمپوزر کی غلطی تھی کیونکہ میرے قلمی مسودہ میں بھی ایک آیت الالعنة اللہ علی الظالمین لکھی ہوئی ہے دیکھئے (قافلہ حق ۶۶/۳ بحوالہ قافلہ حق ایڈیشن خاص)

جواب ثانی: جناب ندیم ظہیر صاحب آپ کے استاد جناب زبیر علی زئی صاحب نے امام ابن الجعدؒ کے متعلق جو تقریباً تین صفحات ۶۶۔۶۷۔۶۸ پر مشتمل ہے اور ان سے مروی روایات جو بحوالہ بخاری چودہ روایات کا چارٹ بھی دیا ہے، اس تحقیق کو آپ جیسے دجال چھوٹی سی کمپوزر کی غلطی قرار دیتے ہیں اور اسی طرح امام ابوبکر بن عیاشؒ کے متعلق تحقیق چیپٹر جو تقریباً سات صفحات ۱۸۱ تا ۱۸۷ پر مشتمل بحوالہ بخاری ۲۰ روایات کا چارٹ بھی دیا ہے اور پھر جزماً اپنا غلط موقف ثابت کرنے کے لئے

عنوانات قائم کرتا ہے۔ کیا اتنے لمبے لمبے مضمون اور تحقیقی چیپٹر کو کمپوزر کی غلطی قرار دینا یہ اہل نظر حضرات کے سامنے احمقانہ وطفلانا باتیں کرنے کے مترادف ہے اور ہمارے پیش کردہ جملہ کمپوزر کی غلطی مثلاً کذبا جو کہ کذابا تھا میں صرف ایک الف گر گیا ہے جس کی ہم نے تصحیح بھی کر دی ہے اس کو ہر عقل سلیم والا آدمی کمپوزر کی غلطی ہی قرار دے گا مگر کئی صفحات کے مضامین کو کمپوزر کی غلطی قرار دینا کسی بے وقوف کا ہی کام ہوسکتا ہے اور خصوصاً کئی صفحات پر مشتمل مضامین کو چھوٹی سی غلطی کہنا آپ جیسے احمق و جاہل جو ملکہ وکٹوریہ کی رضائی اولاد ہیں کا ہی کام ہوسکتا ہے۔ جو اہل علم کی کڑی نظر سے نہیں بچ سکتا۔ وللہ الحمد

خلاصہ: جناب ندیم ظہیر صاحب یہ آپ کے جواب کا جواب الجواب ہے۔ بالتحقیق و الیقین امام بخاریؒ کے نزدیک صحیح بخاری میں جو راوی اصالۃً ہے وہ متابعۃً بھی ہے اور جو متابعۃً ہے وہ اصالۃً بھی ہے۔ لہذا امام علی بن الجعدؒ و امام ابوبکر بن عیاشؒ کی مروی احادیث صحیح بخاری میں باصول و اصلوب امام بخاریؒ سب کی سب اصالۃً کے حکم میں ہیں اور اللہ تعالیٰ نے علی زئی کذاب ودجال کے دماغ وعقل کو ان ائمہ کی مخالفت اور اہل السنۃ والجماعۃ الحنفیہ سے بغض اور فقہاء ومحدثین مثلاً امام اعظم ابوحنیفہؒ و امام ابو یوسف القاضیؒ و امام محمد بن الحسنؒ الشیبانی وغیرھم اور اکابرین علماء اہل السنۃ والجماعۃ الحنفیہ دیوبند حضرت شیخ مولانا محمد امین اوکاڑویؒ وغیرھم سے عداوت کی وجہ سے خراب کر دیا ہے۔ حالانکہ اس نے خود تابعہ فلاں تابعہ کی تصریحات وھذہ فی المتابعات صاف لفظ تحریر کروائے ہیں۔ جو کہ حق کی مخالفت اور اولیاء کی عداوت کی سزا ہے۔ فلھذا علی زئی غیر مقلد ہو یا ان کے خود ساختہ محقق ندیم ظہیر غیر مقلد ہو دونوں بالتحقیق والیقین کذاب ودجال ہیں۔ اور ہم ان دونوں کا انشاء اللہ تعاقب کر کے ان کو اعلان رجوع وتوبہ کرواتے رہیں گے۔ وللہ الحمد

سفرنامہ مولانا محمد ابوبکر غازیپوری مدظلہ

مولانا محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی مدظلہ (آخری اور پانچویں قسط)

خیرالمدارس میں ترمذی جلد اول کا سبق ایک عرصہ تک آپ سے متعلق رہا ہے۔ بندہ براہ راست تو استفادہ نہ کر سکا البتہ سلم العلوم میں ہمارے دادا استاد ہیں۔ بندہ پیچھے ہو کر بیٹھا تھا کہ ناگہانی طور پر مولانا غازی پوری میری طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا قریب ہو جاؤ، پھر فرمایا پتہ ہے میں نے جامعہ قادریہ حنفیہ تمہارے بارے میں کیا کہا ۔میں نے کہا کہ یہ مولوی محمود ہے تو پتلا سا مگر خوبیاں خوب ہے علم سے بھرا ہوا ہے ۔پھر علماء کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا اپنے صلاحیتوں والے نوجوان بھی دنیا میں کم ملتے ہیں"۔ بندہ پر تو پسینے چھوٹ گئے کہاں میں اور کہاں یہ حضرت غازی پوری کا حسن ظن ۔اللہ ان کے حسن ظن قبول فرمائے ورنہ من آنم کہ من دانم۔اور اگر علی سبیل التسلیم ہے بھی تو حضرت اوکاڑویؒ کی صحبت، حضرت قاضی مظہر حسینؒ اور حضرت شاہؒ صاحب کی دعاؤں کی بدولت ۔حضرت غازی پوری وہاں خوب کھلے۔اپنے سعودیہ کے معرکۃ الآراء واقعات بیان کئے۔فرمایا جب تفسیر عثمانی پر پابندی لگی تو میں نے سوچا کہ عبداللہ بن باز کو خط لکھوں، ان دنوں سعودی حکومت مجھے بیس ہزار ریال سالانہ علمی خدمات پر دیتی تھی ۔ایک رسالہ بھی عربی میں صوت الاسلام کے نام سے نکالتا تھا۔اب یہ بھی خطرہ تھا کہ اگر بن باز کے خلاف آواز اٹھائی تو یہ پیسہ آنا بند ہو جائے گا جو تقریباً اڑھائی لاکھ روپے سالانہ بنتا ہے۔ایک ہفتہ تک میں سوچتا رہا۔آخر یہی سوچا کہ حق کہہ دیا جائے ۔چنانچہ میں نے ایک خط کلمہ نصح والاخلاص الی عبد بن الباز رئیس العام لکھا۔بس اس خط کا جانا تھا کہ وہاں آگ لگ گئی۔جو رقم آتی تھی وہ بھی بند۔میں پہلے

سے اس کے لئے تیار تھا۔اس لئے طبیعت پر کچھ اثر نہ پڑا۔وہاں گیا تب بہت سے عہد یداروں سے لڑا۔خیر اثر پڑنا شروع ہوا کہ صفی الرحمٰن مبارکپوری کا عمل دخل کم ہوا۔ستر 70 کے قریب ایسے اساتذہ کو نکالا گیا جو امام اعظمؒ کے خلاف وہاں کی یونیورسٹیوں میں بکتے تھے۔فرمایا اب بھی وہاں تفسیر عثمانی چھپی پڑی ہے۔عوام کو تو یہ غیر مقلدوں والی تفسیر دیتے ہیں البتہ علمی حلقوں کو اور خواص کو تفسیر عثمانی ہی دی جاتی ہے۔مولانا غازی پوری بے تکان بولے جارہے تھے اور ہم سب ہمہ تن گوش ہوئے سنے جارہے تھے۔خیر مجلس ختم ہوئی کچھ بیان پھر آرام اور ہم اگلی منزل کی طرف رواں دواں ہو گئے۔اور جامعہ خالد بن ولید ٹھینگی وہاڑی جا پہنچے۔وہاں کے مہتمم مولانا ظفر احمد صاحب نے حضرت غازی پوری سے گزشتہ رجب میں ختم بخاری پر وقت لیا تھا مگر حضرت آنہ سکتے تھے۔اس وقت جب ہم نے غازی پوری صاحب کا نام اشتہار میں پڑھا تھا تو میں سوچتا تھا کہ اگر وہاں گئے بھی معلوم نہیں غازی پوری صاحب سے سلام بھی ہوتا ہے یا نہیں۔میں نے حضرت غازی پوری صاحب کو یہ بات سنائی اور کہا کہ حضرت اللہ تعالیٰ کے بندہ کے ساتھ بعض معاملات بڑے ہی عجیب ہیں کہ آپ سے ملاقات کا شوق اور حاشیہ برداروں کی سختیوں کا خوب۔اللہ نے آج چار دن کی رفاقت نصیب فرمادی۔اسی طرح جب جامعہ حیدریہ خیر پور میرس سندھ کے تخصص کا اشتہار چھپا تو بندہ کے دل میں آیا کہ وہاں جا کر پڑھایا جائے مگر معاشی تنگی مانع تھی۔خدا کی قدرت جو تخصص میں پڑھنے کا ارادہ کر رہا تھا،دواڑھائی ماہ بعد اسی تخصص کو پڑھانے کے لئے طلب کیا جارہا تھا اور اسی دن سے آج تک بندہ کی خدمات تخصص کے شعبہ سے ہی منسلک ہیں۔والحمد علی ذلک۔خیر ٹھینگی سے فراغت کے بعد،بعد نماز عصر جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا جا پہنچے،جہاں حکیم العصر استاذ العلماء حضرت مولانا عبد المجید

صاحب، شیخ التفسیر والحدیث مناظر اسلام حضرت مولانا منیر احمد منور امیر اتحاد اہل سنت والجماعت پاکستان سینکڑوں طلباء اور علماء کے ساتھ عالم اسلام کے عظیم اسکالر مولانا غازی پوری کی زیارت کے منتظر تھے۔ طلباء جامعہ کے مرکزی گیٹ سے لے کر حضرت حکیم العصر کی رہائش گاہ جہاں مولانا غازی پوری نے قیام کرنا تھا، راستہ کے دونوں طرف سلیقہ سے لائنوں میں کھڑے تھے۔ قلم وقرطاس کے بے تاج بادشاہ کا یہ خاموش اور پر وقار استقبال قابل دید تھا۔ مولانا الیاس گھمن صاحب نے امیر محترم اور حکیم العصر کا تعارف کروایا۔ حضرت حکیم العصر انتہائی پختہ مزاج رکھتے ہیں۔ طلباء کو اکابر دیوبند کی مکمل اتباع کا درس ہی نہیں بلکہ مکمل مزاج بناتے ہیں اور بارہا یہ کہتے سنا گیا کہ اگر اللہ تعالیٰ کے ہاں ایمان اجمالی معتبر ہے تو میرا ایمان قائد اہل سنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین نور اللہ مرقدہ اور امام اہل سنت حضرت مولانا سرفراز خان صفدر صاحب دامت برکاتہم العالیہ والا ہے۔ حضرت کے شاگردوں میں قائد سپاہ صحابہ علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی سید جاوید حسین شاہ صاحب ہمارے امیر محترم کے علاوہ سینکڑوں اصحاب علم شامل ہیں۔ کچھ دیر کے لئے حضرت نے آرام فرمایا اور بعد نماز مغرب باب العلوم کی وسیع وعریض مسجد میں بیان ہوا۔ حضرت کا یہ بیان عجیب انداز کا تھا۔ بیان شروع کرتے ہی فرمایا ''میں پاکستان کے تمام علماء سے متنفر تھا سوائے حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ اور سید نفیس الحسینیؒ شاہ صاحب کے اس لئے کہ پاکستان کے علماء نے حضرت اوکاڑویؒ جیسے عظیم انسان کی قدر نہ کی۔ ایسے انسان صدیوں بعد پیدا ہوتے ہیں۔ حضرت اوکاڑویؒ جامع الصفات تھے۔ ان جیسا انسان اب آنا مشکل ہے۔ اب جب میں پاکستان آیا تو میری بدگمانی میں کچھ کمی واقع ہوئی کہ کچھ اور لوگ بھی اہل علم کے قدر دان ہیں۔ فرمایا'' حضرت اوکاڑوی کے کچھ

اوصاف ان کی جماعت کے لوگوں میں میں نے پائے تو کچھ تسلی ہوئی۔مولانا الیاس گھمن کی قیادت میں بہت بڑا کام انجام دیا جا رہا ہے۔فرمایا میں نے حضرت اوکاڑوی کو پڑھا تو حیران تھا جب ملاقات ہوئی تو اس سے بڑھ کر پایا۔اگر جماعت کے ساتھی یونہی کوشش کرتے رہے تو جو نقصان انکی وفات سے ہوا کچھ نہ کچھ اسکی تلافی ممکن ہے۔مولانا غازی پوری بیان فرمار ہے تھے اور میں سوچ رہا تھا یا اللہ کیسے علمی دنیا کا بے تاج بادشاہ میرے شیخ اور استاد کے بارے میں کیا کہہ رہا ہے۔واقعی ولی را ولی می شناسد جس کا علم جتنا بلند ہوگا وہ حضرت کے علم کو جان سکے گا۔کہروڑ پکا سے فارغ ہونے کے بعد ہم لودھراں کی طرف روانہ ہوئے۔اب ہمارے ساتھ امیر محترم اور بندہ کے عظیم محسن حضرت مولانا منیر احمد صاحب بھی ساتھ تھے اور سہ آتشہ مجلس چہار آتشہ بن چکی تھی۔امیر محترم بندہ پہ خاص شفقت فرماتے رہتے ہیں۔حضرت بندہ کا تعارف کرواتے ہوئے غازی پوری صاحب کو فرمانے لگے کہ مولانا کا شمار ہماری محققین کی جماعت میں ہوتا ہے۔یہ حضرت کی شفقت تھی تا کہ حضرت غازی پوری صاحب کی مزید توجہات کا میں مستحق بن جاؤں۔لودھراں تک علمی گفتگو ہوتی رہی۔لودھراں مولانا اللہ بخش ایاز ملکانی کے مدرسہ میں بیان اور رات کا قیام ہوا۔مولانا ملکانی وہ واحد آدمی ہیں جو مولانا غازی پوری کا دوماہی رسالہ زمزم تقریباً دس سال سے منگوا کر پاکستان کے اہل علم تک پہنچاتے ہیں۔جزاہ اللہ عن اھل العلم جزاءً حسناً۔

صبح وہاں سے بہاولپور کے دو مدرسوں میں جانا تھا۔پہلے جامعہ صدیقہ گئے، جہاں ہمارے بزرگ اور نامور محقق حضرت اقدس مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی اپنے رفقاء کے ساتھ منتظر تھے۔آپ اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کی مرکزی شوری کے رکن ہیں، اور بہت سی کتب کے مصنف ہیں۔حال میں انکی بہت ہی عمدہ کتاب ''بزم احناف'' شائع

ہوئی ہے۔حضرت غازی پوری کوانہوں نے یہ کتاب پیش کی ۔وہاں بیان کے بعد جامعہ مدنیہ بہاولپور حاضری ہوئی (جامعہ مدنیہ بہاولپور کی عظیم دینی درسگاہ ہے جوکہ حضرت شیخ الاسلام حضرت مدنیؒ کی علمی یادگار ہے۔) بیان ہوااور پھر ملتان کے لئے روانہ ہوگئے جہاں ملک کے نامور قاری حضرت قاری عبد الرحمٰن رحیمی صاحب ہمارے منتظر تھے۔معروف اسلامی اسکالر خواجہ ابوالکلام صدیقی بھی تشریف لے آئے تھے۔ان سے بھی ملاقات ہوئی۔عصر کے بعد بیان ہوا۔پھر مغرب کی نماز جامعہ خیر المدارس میں ادا کی اور پھر فورا مزرات پر حاضری دی۔عارف باللہ حضرت مولانا خیر محمد جالندھریؒ کی قبر مبارک بھی انہیں مزارات کا حصہ ہے۔خیر المدارس میں آمد کی اطلاع کسی فرد کو بھی نہیں کی گئی تھی اس لئے کانوں کان کسی کو خبر نہ ہوئی۔مزارات سے حاضری کے بعد حضرت مفتی محمد انور صاحب اوکاڑوی سے رخصت لے کر اسٹیشن جا پہنچے۔گاڑی تیار تھی اور یہ حضرت کراچی روانہ ہوگئے۔کراچی پاکستان کے معروف قلمکار محقق حضرت مولانا ابن الحسن عباسی صاحب استقبال کے لئے موجود تھے۔سب سے پہلے جامعہ فاروقیہ حاضری ہوئی۔وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر مولانا سلیم اللہ خان صاحب اطلاع ملتے ہی ملاقات کے لئے تشریف لے آئے ۔ان کا خاص اصرار تھا کہ حضرت کا قیام جامعہ فاروقیہ ہی میں رہے،مگر دوسرے مدارس بھی مستحق فیوضات وبرکات تھے اس لئے مولانا الیاس گھمن صاحب تقریباً تمام بڑے بڑے مدارس کو وقت دے چکے تھے اور وہاں جامعۃ الرشید وغیرہ کراچی کے مختلف مدارس میں بیانات ہوئے اور اہل مدارس سے ملاقاتیں ہوئی ۔اس کے بعد کراچی سے واپس جب مولانا غازی پوری لاہور پہنچ چکے تھے ۔اب کہیں سفر کا ارادہ نہ تھا سوائے اوکاڑہ کے۔حضرت کی شدید خواہش تھی کہ امام المناظرین حضرت اوکاڑویؒ کی قبر مبارک پر ضرور حاضری دی جائے۔چنانچہ منگل کے دن صبح صبح بندہ مولانا الیاس

گھمن صاحب اور حضرت غازی پوریؒ اوکاڑہ کے لئے چل پڑے۔وہاں کچھ اہم علما ءکو پہلے سے اطلاع کردی گئی تھی،جن میں حضرت مفتی عطاء اللہ،مفتی رشید احمد،مولانا محمد موسیٰ صاحب،

مفتی محمد ندیم حیدر صاحب خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔حضرت اوکاڑویؒ کے برادر اور ہمارے تایا جان پروفیسر میاں محمد افضل صاحب بھی ساہیوال سے تشریف لے آئے تھے۔حضرت کے گھر پر ناشتہ کیا۔پھر مرقد تجلیات کی طرف روانہ ہوئے۔حضرت اوکاڑویؒ کی قبر پر جب مولانا غازی پوری پہنچے تو عجیب سماں تھا کہ دو ہم مشن یا یوں کہہ لیں کہ دو شاہان علم آمنے سامنے تھے۔حضرت اوکاڑویؒ اپنے یار کو دیکھ کر کیا کہہ رہے ہوں اور مولانا غازی پوری پر یار کی فرقت کیسے گزر رہی ہو یہ دل والے ہی جانتے ہیں ۔کچھ دیر وہاں رکنے کے بعد واپس لاہور چل پڑے۔اور بارہ بجے دوپہر لاہور پہنچ گئے ۔پھر ۷ جون بوقت عشاء بندہ اور مولانا الیاس گھمن صاحب لاہور روانہ ہوئے ۔مقصد حضرت کو الوداع کہنا تھا۔رات گئے مولانا نعیم الدین صاحب کے ہاں پہنچے ۔انہوں نے بتایا کہ یہاں کھانے پر خوب محفل جمی۔محفل کے روح رواں مولانا غازی پوری تھے۔رات کو وہی قیام کیا۔صبح حضرت غازی پوری سے اس سفر پاکستان کی آخری نشست ہوئی۔حضرت نے بندہ کے لئے حوصلہ افزائی کے کلمات کہے۔اور مولانا الیاس صاحب کے بارئے میں فرمایا''ان کے پاس افرادی قوت بھی ہے اخلاص بھی للہیت بھی،کام انشاءاللہ بہت بڑھے گا''۔تقریباً سات بجے حضرت مولانا نعیم الدین صاحب کے ساتھ بس اڈہ کی طرف چلے گئے اور ہم ان کی دعاؤں کے ساتھ واپسی کی تیاری کرنے لگے۔دعا ہے کہ حق تعالیٰ مولانا غازی پوری کا سایہ امت مسلمہ پر تادیر قائم ودائم رکھے۔آمین بجاہ النبی الکریم ﷺ

جماعت المسلمین کے عقائد ونظریات کا علمی تحقیقی جائزہ

(مولانا محمد رضوان عزیز صاحب مدظلہ) قسط نمبر 5

گزشتہ اقساط میں جماعت المسلمین کا تعارف اور مسئلہ جواز تنخواہ پر گفتگو ہوئی۔اب جماعت المسلمین کے اس باطل نظریہ کا بیان ہے جس عقیدہ نے انہیں امت مسلمہ سے نکال کر ایک کوڑھ کے مریض کی طرح تعفن زدہ نظریات کی غلاظت کے ڈھیر پر پھینک دیا ہے۔ان کا وہ نظریہ آپ ﷺ کے افضل البشر اور سید الکائنات ہونے کا انکار ہے۔مسلمانوں میں موجود بیسیوں اختلافات کے باوجود آپ ﷺ کی افضلیت میں کسی مسلمان نے بھی آج تک کلام نہیں کیا مگر مسلمانوں اور اہل اسلام کی راہ سے ہٹ کر ان جماعت المسلمین والوں کا عقیدہ کہ نبیوں کو آپس میں فضیلت نہ دو کوئی نبی دوسرے نبی سے افضل نہیں ہے۔اور اپنے اس شرم وحیاء سے عاری نظریے کو کتاب وسنت میں تحریف کر کے تحفظ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں **لانفرق بین احدمن رسلہ** کہ اللہ کے رسولوں میں فرق نہ کرو۔اس سے ثابت ہوا کہ نبیوں کو ایک دوسرے پر فضیلت نہ دو (منہاج المسلمین ص ۵۷)

دراصل یہ نصرانیت کا مسلسل ناکامیوں کے بعد ایک ایسا وار ہے جس کے ذریعے وہ نبی وامی فداہ ابی وامی ﷺ کی عزت وعظمت کو مسلمانوں کی نظر سے گرانا چاہتے ہیں۔عیسائیت کی دشمنی سرور کائنات ﷺ سے کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے اگر ہم یہود ونصاریٰ کی ان خباثتوں کا جو تاریخ کے سینے پر مطالعہ کریں اور جماعت المسلمین اور دیگر بعض فرق باطلہ کی دسیسہ کاریوں پر نگاہ دوڑائیں تو ہمیں پردہ سکرین

پران اچھلتی کودتی پتلیوں کی ڈور کسی اور ہاتھ میں نظر آئے گی وہی ہاتھ جنہوں نے سرور کائنات ﷺ کے جسد اطہر کو چرا کر ملت کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کا مذموم قصد کیا اور ناکامی کے بعد جسد اطہر کی حفاظت کے لئے تعمیر کیا جانے والا گنبد خضراء گرانے کی مذموم کوشش کی مگر بارگاہ الست سے **واللہ یعصمک من الناس** کے وعدہ کی تکمیل ہوئی اور گنبد خضراء محفوظ رہا پھر ان باطل کے فرستادوں نے نیا رخ بدلا اور جناب رسول ماب ﷺ کی حیات مبارکہ کا انکار کر کے انہیں بے جان لاشہ قرار دیا گیا مگر امت کو ماسواء چند ناعاقبت اندیشوں کے اللہ تعالیٰ نے اس فتنہ سے بھی محفوظ فرمایا ۔اب پے در پے شکستوں سے زخم خوردہ شیطانی لشکریوں نے سوچا چلو اب آپ ﷺ کے افضل ہونے کا ہی انکار کر دیا جائے تا کہ کچھ تو یورپیوں کا حق نمک ادا ہو سکے۔

کہوں کس سے میں کہ کیا ہے شب غم بری بلا ہے
مجھے کیا برا تھا اگر مرنا ایک بار ہوتا

لہذا بالترتیب عیسائیت کی ان سازشوں کو بیان کیا جاتا ہے جو امت مسلمہ کو منتشر کرنے کے لئے مختلف اوقات میں سرانجام دی گئیں۔

پہلی سازش! مناظروں میں مسلمانوں سے پے در پے شکست کھانے کے بعد عیسائیوں نے سوچا کہ جناب رسالت ماب ﷺ کے جسد اطہر کو چرا کر یورپ لایا جائے تا کہ مسلمانوں کی عقیدت کا مرکز ختم ہو جائے ۔اس فعل بد کے سرانجام دینے کے لئے دو عیسائی تیار کئے گئے ۔انتہائی انعام واکرام اور تربیت دے کر انہیں مدینہ منورہ روانہ کر دیا گیا۔ یہ واقعہ ۵۵۷ھ کو پیش آیا۔ان دونوں درندوں نے حجرہ عائشہؓ کے قریب مکان کرایہ پر لیا اور زمین دوز سرنگ نکالنا شروع کر دی جب ان کی سرنگ

حجرہ عائشہؓ کے قریب پہنچی تو سلطان نورالدین زنگیؒ جو کہ بادشاہ مصر اور نہایت متقی اور عبادت گزار شخص تھے ان کو خواب میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ان دو آنکھوں والے کتوں سے محفوظ کر لو۔ آپ ﷺ کا خواب میں آنا برحق ہے لہذا شیطان آپ ﷺ کی شکل اختیار کر کے نہیں آسکتا جیسا کہ بخاری شریف میں آپ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے من رانی فی المنا م فقد رانی فان الشیطان لا تمثل بی (بخاری ۲/۱۰۳۶ رقم 6994) بادشاہ نے اپنے وزیر سے مشورہ کیا اور ڈاک کے گھوڑوں کے ذریعے فوراً مدینہ منورہ پہنچا اور اہل مدینہ کو جمع کیا ان میں انعام واکرام کی تقسیم کی اور ساتھ ساتھ ہر ایک کے چہرے کو غور سے دیکھنے لگا مگر مطلوبہ افراد نہ مل سکے مزید تجسس سے معلوم ہوا کہ دو یورپی بزرگ انعام لینے نہیں آئے وہ بہت ذاکر شاکر اور فیاض ہیں۔ بادشاہ ان کے مکان پر خود گیا اور انہیں دیکھتے ہی پہچان لیا کہ یہ وہی دو کتے ہیں جو خواب میں جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھے دکھائے تھے۔ بادشاہ نے مکان کی تلاشی لی۔ سرنگ کا نشان مل گیا۔ پس قصہ مختصر بادشاہ نے ان دونوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کر ڈالا اور آپ ﷺ کے روضہ مبارک کے گرداگرد پانی کی تہہ تک مضبوط دیوار بنائی تاکہ دوبارہ کوئی شقی و بدبخت جسد اطہر کی طرف ناپاک ہاتھ نہ بڑھا سکے۔ یوں یہ سازش ناکام ہوئی۔

دوسری سازش!

پہلی ذلت و ناکامی کے بعد عیسائیت نے دوسرا وار کیا کہ اللہ کے نبی ﷺ نے قبروں کو پختہ بنانے سے اور اوپر عمارت تعمیر کرنے سے منع فرمایا ہے لہذا اس

حدیث مبارکہ کا سہارہ لے کر مسلمانوں میں یہ تحریک چلائی جائے کہ قبروں پر عمارات کی تعمیر غیر شرعی فعل ہے لہٰذا انہیں مسمار کرنا ضروری ہے حتی کے گنبد خضراء کی تعمیر بھی غیر شرعی ہے۔اور یہ تحریک عرب میں پورے شد و مد سے چلائی گئی اور نجدی حضرات دانستہ یا نادانستہ طور پر استعمال ہوئے اور آپ ﷺ کے روضہ کا بھی قصد کیا مگر چونکہ یہ موضوع نازک تھا اس لئے ہندوستان کے علماء سے مشورہ کرنا ضروری سمجھا گیا۔پس ہندوستان سے علامہ ظفر احمد عثمانیؒ نے وکالت کا حق ادا کیا اور شاہ سعود کے سامنے دلائل و براہین سے ثابت کیا کہ روضہ اقدس عام لوگوں کی قبور کی طرح نہیں ہے بلکہ عام امتی اور نبی کی قبر میں فرق ہوتا ہے۔عام امتی کے جسم کی حفاظت مقصود بالذات نہیں جبکہ نبی کریم ﷺ کے جسم مبارک کی حفاظت مقصود ہے۔یہی وجہ ہے کہ حکیم الامت حضرت علامہ مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کو موت شہادت میدان جنگ میں اس لئے نہیں دی گئی کہ دشمن کے لشکری آپ ﷺ کے جسد اطہر کی توہین نہ کرسکیں۔

قافلہ باطل سے قافلہ حق کی طرف

ابن خان محمد

اس عنوان کے تحت ان خوش قسمت حضرات کے انٹرویو کا اہتمام کیا جائیگا جن حضرات نے عصر حاضر میں قافلہ کفر کو چھوڑ کر اسلام یا قافلہ بدعت کو چھوڑ کر قافلہ سنت کو اختیار کیا۔(ادارہ)

اللہ تعالیٰ کے احسانات ہیں۔ایک احسان عظیم یہ ہے کہ اس نے مجھے باطل سے حق ،بدعت سے سنت کی طرف آنے کی توفیق عطا فرمائی۔قارئین قافلہ حق سے دعا کی درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ مجھے اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلک ،مسلک احناف پر تادم زیست استقامت عطاء فرمائے (آمین)

تعارف: میرا نام محمد اشرف بن محمد کوٹ مومن سرگودھا

قافلہ باطل سے قافلہ حق کی طرف: میرے آنے کا سبب جناب برادرم بھائی عصمت اللہ صاحب بنے جنہوں نے مجھے سمجھایا، اشکالات کو دور کیا اور مجھے عالمی تحریک اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ کے مرکز اہل السنۃ والجماعۃ ۸۷ جنوبی سرگودھا میں مناظر اسلام حضرت علامہ مولانا محمد الیاس گھمن صاحب کی خدمت میں لائے ،جن کی بدولت مجھے مسلک احناف پر وارد ہونے والی غلط فہمیاں دور ہوئیں اور مسلک احناف چودھویں رات کے چاند کی چمکتا دمکتا نظر آنے لگا اور اہل السنۃ والجماعۃ کے مسلک ومشرب کی حقانیت کو تسلیم کر کے حنفی ہو گیا۔

غیر مقلدین کی پریشانی:

چونکہ ہمارے علاقہ میں چند غیر مقلد بھی ہیں اور میرا ان سے ملنا جلنا بھی رہتا ہے،اس لئے میرے حنفی ہونے کے اعلان برحق نے غیر مقلدین کو خاصا پریشان کر دیا اور ان

میں ایک بے چینی کی لہر دوڑ اٹھی ۔اپنی اس پریشانی کو دور کرنے کے لئے میرے پیچھے بڑے چکر لگائے کہ آپ کو جو مذہب اہل حدیث کے متعلق جو سوالات ہیں وہ ہمیں بتاؤ ،ہم جواب دیتے ہیں۔میں نے کہا تم جو یہ دعوی کرتے ہو کہ ہمارا اور اہل حرم کا ایک ہی مسلک ہے اور پر تم عوام الناس کو دھوکہ دیتے ہو کہ وہ بھی سلفی ہیں اور ہم بھی سلفی ۔مگر یہ تمہارا سفید جھوٹ ہے ۔ہمارا دعوی ہے کہ تمہارا اہل حرم سے عقائد میں بھی اختلاف ہے اور اعمال میں بھی ۔ذرا نمونہ مشتے از خروارے کے طور پر چند اختلاف ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔اہل حرم امام احمد بن حنبلؒ کے مقلد ہیں جبکہ تم غیر مقلد ہو اور تقلید کو حرام وشرک گردانتے ہو۔

۲۔اہل حرم اجماع صحابہؓ،اجماع امت کے قائل ہیں اور تم اجماع کے منکر ہو۔

۳۔اہل حرم صحابہؓ کو معیار حق سمجھتے ہیں جبکہ تم صحابہ کو معیار حق نہیں سمجھتے۔

۴۔اہل حرم رمضان وغیر رمضان میں تین وتر پڑھتے ہیں جبکہ تم غیر مقلد رمضان میں تین اور غیر رمضان میں ایک وتر پڑھتے ہو۔

۵۔اہل حرم عذاب قبر کے قائل ہیں اور تم عذاب قبر کے منکر ہو۔

۶۔اہل حرم خطبہ میں صحابہؓ کا نام لینے کو مستحب سمجھتے ہیں جبکہ تم خطبے میں صحابہؓ کا نام لینے کو بدعت کہتے ہو۔سوچنے کی بات ہے کہ اس قدر اختلاف کے باوجود پھر بھی دعوی ہے کہ اہل حرم کا اور ہمارا مسلک ایک ہے ۔مزید ان کے اختلافات جاننے کے لئے ہمارے مجلّہ قافلہ حق کے پتہ سے ’’مکہ اور مدینہ والوں سے غیر مقلدین کے شدید اختلافات‘‘ کیلنڈر منگوائیے۔

فقہ واجتہاد اور فطرت

مولانا قاضی سراج نعمانی نوشہرہ صدر

جب بچہ پیدا ہوتا ہے اور صحیح سالم الاعضاء ہو تب بھی دو چیزیں ظاہری طور پر کم نظر آتی ہیں۔ بچے کے دانت اور بال لیکن اس کے باوجود بچے کی پیدائش پر خوشی منائی جاتی ہے اور مبارک بادیں دی جاتی ہیں جیسے جیسے بچہ بڑا ہوتا جاتا ہے اس کے منہ میں دانت نکل آتے ہیں۔ جب جوان ہوتا ہے تو داڑھی مونچھ کے بال بھی اگ آتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ یقیناً قادر ہے وہ دانتوں اور بالوں سمیت بھی بچے کو پیدا کر سکتا ہے لیکن وہ حکیم بھی ہے اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔ اس کے ہر کام میں کچھ نہ کچھ سبق پوشیدہ ہوتا ہے۔ اسی مثال کو دیکھے، جسم موجود ہو اور روح نہ ہو تو جسم کا وجود بے کار ہے، جب روح ہو اور جسم نہ ہو تب بھی مفید نہیں۔ لیکن جب یہ دونوں جڑا کھٹے ہوئے اور نومولود کی پیدائش ہوئی۔ اب یہ نومولود شیر خوار بچہ ہے۔ دانت نہیں، بال نہیں لیکن سب کی آنکھوں کا تارا ہے کوئی غلطی اس سے ہو جائے یا شرارت کر لے۔ سب اسے پاک صاف اور معصوم سمجھتے ہیں۔ لیکن جب یہی بچہ بڑا ہوتا ہے دانت نکلتے ہیں اب **عضوا علیها بالنواجذ** اب اس کی داڑھ بھی نکل رہی ہے۔ اب اس کی تعلیم و تربیت پر بھی کڑی نظر ہے اس کی غلطیوں پر مواخذہ بھی ہے۔

اسی تعلیم و تربیت کے پہلو بہ پہلو بچہ جوان ہو جاتا ہے **ثم لتبلغوا اشدکم** اب بچہ بڑھ کر جوان ہو جاتا ہے، چہرے پر داڑھی مونچھ اگ آئی ہے۔ اس اضافے سے سب کو خوشی ہوتی ہے، اب بچے کو باقاعدہ بالغ اور جوان سمجھا جاتا ہے۔ اس پر ذمہ داریوں کا بوجھ ڈال دیا جاتا ہے۔ اب کی اس کی غلطیوں کی سختی سے باز پرس کی جاتی ہے۔ اب اسے کوئی کم سن یا معصوم کہہ کر درگزر نہیں کرتا۔ اب جوان اپنے

اعمال کا ذمہ دار بھی ہوتا ہے اور جواب دہ بھی ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ کی شان پر قربان جایئے ۔انسان کی اسی نشو ونما کا نقشہ امت کی نشو ونما میں بھی رکھ دیا۔اگر اولاد آدم کو جسم مانا جائے اور تعلیمات واحکام نبوی علی صاحبھا الصلوت والتسلیمات کو روح قرار دے دیا جائے اور امت محمدیہ کو نومولود قرار دے دیا جائے تو بات سمجھنا آسان ہو جائے گی ۔اگر روح نہیں تو اولاد آدم مسلمان ہی نہیں ،روح بھی ہو اور جسم بھی تو امت محمدیہ تشکیل پائے گی ۔ابتدائی دور ہے حضور ﷺ موجود ہیں۔امت کا نومولود طبقہ صحابہ کرام موجود ہیں۔صرف قرآن وسنت کی تعلیم ہو رہی ہے۔سب صحابہ کرام کے ایمان وعمل اور ایثار وقربانی کے معترف ہیں لیکن اس جماعت صحابہ کرام کو معصوم قرار دیا گیا ۔اسے پاک صاف اور بچے کی طرح سمجھا گیا۔انہیں خطاؤں سے محفوظ کہا گیا کہ یہ امت محمدیہ کی ابتدائی حالت ہے۔بچے کی طرح یہ بھی معصوم بلکہ محفوظ ہیں

اگرچہ جرات وایثار میں بعد والوں سے بدر جہا بہتر ہیں۔جوان کے ایمان وعمل کی طرف غلط نظر سے دیکھے وہ قرآن وسنت کی روشنی میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا مجرم ٹھرا۔اب اسی امت کا دوسرا اور تیسرا دور تابعینؒ اور تبع تابعین کرامؒ کا آیا ۔اب اجتھاد شروع ہوئے ۔اجماع اور قیاس پر بحثیں ہوئیں ۔دین کی باقاعدہ کتابی شکل میں تدوین شروع ہوئی ۔امت محمدیہ کو گویا جوانی نصیب ہوئی ۔آج کوئی محروم القسمت اٹھے اور کہے کہ فقہ واجتھاد،اجماع وقیاس تو دوسری صدی کی پیداوار ہے تو اسے چاہیے کہ اپنے آپ کا اور اپنے گھرانے کا جائزہ ضرور لے اور اسی طرح اپنے دانتوں کو تیسرئے سال کی بدعت کہے اپنے بالوں کو پندرھویں سال کی بدعت کہے ورنہ اسے تسلیم کرنا ہوگا کہ معاشرتی مسائل کے حل کے لئے ،دین کی بقا وتحفظ کے لئے ،بدعات اور تحریفات کی روک تھام کے لئے فقہ واجتھاد ضروری تھا۔ان کی کوششیں تقاضاء فطرت کے مطابق تھیں ۔ان سے انکار کرنا فطرت کے اصولوں کا انکار کرتا ہے اللہ تعالیٰ سمجھ نصیب فرمائے۔

ایک قابل تقلید روایت

ادارہ

تقریباً گزشتہ چار سالوں سے مرکز اہل السنۃ والجماعۃ ۸۷ جنوبی سرگودھا واتحاد اہل السنۃ والجماعۃ نے مرکز اہل السنۃ والجماعۃ کے پورے پاکستان بھر میں صراط مستقیم کورس کے عنوان سے معنون مختلف ایام پر مشتمل اجتماعات کا انعقاد کیے ہیں۔ یہ اجتماعات اپنی انفرادیت، نوعیت میں اپنی مثال آپ ہوتے ہیں، جن کا مقصد صرف اور صرف دلائل اربعہ کے ساتھ عام فہم انداز میں عقائد اہل السنۃ والجماعۃ کی تعلیم وترویج اور فرقہ ہائے باطلہ کے پیدا کردہ شکوک وشبہات کی حقیقت واضح کرنا ہوتا ہے۔ بحمداللہ تعالی یہ پروگرامز، کورسز اپنی ترقی کی اوج ثریا کی طرف دن بدن رواں دواں ہیں ۔اللہ کرے ایسے کورسز چہار دانگ علم میں شروع ہوجائیں (آمین)۔ حسب سابق امسال یہ کورسز تقریباً کم وبیش ۳۰ مقامات پر ہوئے۔ جن میں طلباء کی اوسطاً تعداد پانچ ہزار کے قریب بنتی ہے۔

امسال مختلف مقامات پر ہونے والے صراط مستقیم کورسز

۱۔مرکز اہل السنۃ والجماعۃ ۸۷ جنوبی سرگودھا	۲۔ چک ۴۱ جنوبی سرگودھا
۳۔ چک نمبر ۹۱ جنوبی سرگودھا	۴۔ چک نمبر ۹۷ جنوبی سرگودھا
۵۔ مدرسہ انوار صحابہؓ بلاک ۲۵ سرگودھا	۶۔صوابی سرحد
۷۔مدرسہ الصفدر رین منڈی بہاؤالدین	۸۔تیمر گرہ قائم، رکن، بہووال
۹۔راولپنڈی	۱۰۔اٹک
۱۱۔تلہ گنگ ضلع چکوال	۱۲۔لاہور
۱۳۔جامعہ مدنیہ بہاولپور	۱۴۔عنبریہ مسجد بہاولپور
۱۵۔جامع مسجد سیٹلائٹ ٹاؤن بہاولپور	۱۶۔ بندرہ پلی بہاولپور
۱۷۔حجرہ شاہ مقیم	۱۸۔نارووال
۱۹۔مرید کے جامع مسجد شامزئی	۲۰۔ جامعہ انوریہ بادامی باغ لاہور
۲۱۔ جہانیاں مدرسہ امام ابوحنیفہؒ	۲۲۔مدرسہ رحمانیہ رکن
۲۳۔مدرسہ اصحاب گودھرا کراچی	۲۴۔مدرسہ تعلیم القرآن پھلر وال
۲۵۔بھلووال	۲۶۔گھڑی قائم

۲۷۔سہراب گوٹھ کراچی مدرسہ عبداللہ بن مسعودؓ

مسئلہ حیات النبی ﷺ کے بارے میں ایک سوال اور حضرت مولانا مفتی محمد صاحب مفتی دارالافتا والارشاد ناظم آباد کراچی کا مفصل جواب

سوال: حضور نبی اکرم ﷺ شافع محشر حضرت محمد ﷺ کی حیات مبارکہ یعنی بعد از وفات ''حیات النبی ﷺ'' کے موضوع پر مختلف علماء کے بیانات پر مشتمل کیسٹیں بازاروں میں اکثر ملتی ہیں، ان سے دو قسم کی آراء سامنے آتی ہیں۔

بعض علما کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد والی زندگی کو اس زندگی سے تشبیہ دینے والے دائرہ اسلام سے خارج ہیں، یہ رائے رکھنے والے علماء نبی کریم ﷺ کی روضہ اقدس میں زندگی کی تردید کرتے ہیں۔ بعض حضرات یہ بھی کہتے ہیں کہ عام مردوں کا جسم گل سڑ جاتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا جسم اطہر اگرچہ محفوظ ہے مگر اس سے روح کا تعلق نہیں ہوتا۔ دوسرے علماء کا موقف یہ ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے روضہ مبارک میں زندہ ہیں، نمازیں ادا کرتے ہیں، جو درود آپ ﷺ کی ذات پر دور دراز سے بھیجا جاتا ہے، مقرر فرشتے اس کو روضہ اقدس میں نبی کریم ﷺ تک پہنچاتے ہیں اور جو درود روضہ اقدس پر پڑھا جائے اس کو آپ ﷺ خود سنتے ہیں اور اس کا جواب بھی دیتے ہیں۔ یہی عقیدہ اکابر علماء دیوبند کی تصدیقات کے ساتھ ''المہند علی المفند'' میں بھی مذکور ہے۔

اب دریافت طلب یہ ہے:

(1) ان دونوں آرا میں سے کونسی رائے صحیح ہے۔ آپ کے اور جامعہ الرشید کے مہتمم صاحب کے بارے میں مشہور ہے کہ آپ حضرات حیات النبی ﷺ کے قائل نہیں کیا یہ بات صحیح ہے۔

(2) آپ نے احسن الفتاوی سے حضرت مفتی رشید احمد صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کا تحریر کردہ مفصل فتوی نئی تبویب وترتیب میں خارج کر دیا ہے، چنانچہ اس بارے میں مولانا عبدالحق خان بشیر نے رسالہ ''نور بصیرت'' شمارہ اکتوبر 2005 میں مفصل مضمون بھی لکھا ہے، اس کی حقیقت کیا ہے۔

(3) اگر آپ حضرات سے حضرت مفتی صاحب کے فتوی متعلقہ حیات النبی ﷺ مندرجہ احسن الفتاوی 4/94 پر دستخط کرنے کو کہا جائے تو آپ اس پر آمادہ ہوں گے

(محمد اشفاق، جنگل عبداللہ بادشاہ۔ ملتان۔ خاور۔ راولپنڈی)

جواب: (1) سوال میں مذکورہ دوسری رائے صحیح ہے۔ حیاۃ النبی ﷺ سمیت میرے اور جامعۃ الرشید کے مہتمم صاحب دامت برکاتہم کے تمام عقائد وہی ہیں جو اکابر علماء دیوبند کی تصدیقات کے ساتھ ''المہند علی المفند'' میں مذکور ہیں۔

(2) یہ غلط فہمی یا بہتان ہے، حقیقت یہ ہے کہ حضرت والا رحمہ اللہ تعالیٰ احسن الفتاویٰ پر خود مسلسل نظر ثانی فرماتے رہتے تھے اور ہر طبع میں ضرور کچھ نہ کچھ ترامیم فرماتے تھے، حیاۃ الانبیاء کے سلسلے میں سب سے پہلی طبع میں جس میں احسن الفتاوی صرف ایک جلد میں تھا، اپنے فتویٰ کی تائید میں دارالعلوم دیوبند کا ایک فتوی نقل فرمایا تھا، بعد میں جدید طباعت کے وقت بغرض اختصار اسے حذف فرمادیا تھا۔ اس مسئلہ کے علاوہ دوسرے مسائل میں بھی بیسیوں ترامیم ہوئی ہیں، جن میں سے کئی مسائل کی یاداشتیں جو حضرت والا کے قلم کی تحریر کردہ ہیں، بندہ کے پاس محفوظ ہیں۔ ان ترامیم کی بنا پر ان حضرات کو پریشانی ہوتی تھی۔ جن کے پاس احسن الفتاوی کی پرانی طباعتیں تھیں، اس لیے حضرت والا نے ان ترامیم کو ایک رسالہ کی صورت میں جمع کرنے کا حکم فرمایا جو مرتب ہو گیا ہے اور عنقریب ان شاء اللہ شائع ہو جائے گا۔

یہ الزام اس لئے بھی غلط ہے کہ حضرت والا کا حیاۃ الانبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے بارے میں موقف اب بھی احسن الفتاوی میں شائع ہورہا ہے، جس کا حوالہ آپ نے بھی دیا ہے، اگر کوئی فتویٰ ہم اپنی مرضی سے نکالنے کی خیانت وحماقت کرتے اور ہمارا عقیدہ یہ نہ ہوتا جواحسن الفتاوی کے فتوی میں مذکور ہے تو یہ فتوی کیوں باقی رکھتے۔

(3) کیوں نہیں کریں گے۔ ایسے بیسیوں فتاویٰ یہاں سے جاری ہوئے ہیں، جن کی نقول ہمارے پاس محفوظ ہیں، بلکہ بندہ اور حضرت مہتمم صاحب دامت برکاتہم ''المہند علی المفند'' پر دستخط کرنے کے لئے بھی تیار ہیں۔ اللھم ارزقنا حبک وحب حبیبک وحب من یحبک واحفظنا من جمیع الشرور والفتن ماظھر منھا وما بطن

بشکریہ ضرب مومن جلد ۱۲ شمارہ ۳۳ ۲۹ رجب تا ۶ شعبان ۱۴۲۹ھ یکم تا 7 اگست 2008

نوٹ: مذکورہ بالا فتوی ایک تفصیلی فتوی جو کہ ۱۲ صفحات پر مشتمل ہے سے تلخیص ہے تفصیلی فتوی منگوانے کے لئے اس پتہ پر رابطہ کریں۔

دفتر قافلہ حق مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا 0307-8156847

پاکستان کی عظیم دینی یونیورسٹی جامعۃ الرشید احسن آباد کراچی کے دارالافتاء والارشاد سے امت کے اجماعی عقیدہ حیات النبی ﷺ کے بارے میں شائع ہونے والا فتوی

حضرات انبیاء علیہم السلام اور حضرات شہداء رحمہم اللہ کی برزخی حیات کے بارے میں جمہور اہل السنۃ والجماعۃ بشمول اکابر علماء دیوبند کثر اللہ سوادھم کا متفقہ مسلک یہ ہے کہ یہ حضرات قبروں میں جسد عنصری (دنیاوی) مدفون کے ساتھ حیات ہیں یعنی ان حضرات کی حیات برزخی محض برزخی اور خالص روحانی نہیں جسمانی اور حقیقی حیات ہے۔ جو شخص اس عقیدے کا منکر ہے وہ بدعتی ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے،

ایسے شخص کو قطعاً امام نہ بنایا جائے۔ اگر کسی مسجد میں ایسا شخص امامت کے منصب پر فائز ہے تو انتظامیہ پر لازم ہے کہ اسے معزول کر کے کسی صحیح العقیدہ امام کا تقرر کرے اور عوام الناس پر لازم ہے کہ وہ اس سلسلے میں انتظامیہ سے تعاون کریں۔ اللہ ہم سب کو عدل واعتدال کی راہ اختیار کرنے کی توفیق عطاء فرمائیں۔

الجواب صحیح

دارالافتاء والارشاد کراچی

جمادی الاولی ۱۴۲۸ھ

الجواب صحیح

Quarterly Qafla-e-Haqq Sargodha-Pakistan

WWW.ALITTEHAAD.COM

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا کے زیر اہتمام

فارغ التحصیل طلباء کیلئے

موضوعات

اصول تفسیر، اصول حدیث، اسماء الرجال، تقابل ادیان، اصول مناظرہ

مدت ....1 سال   تاریخ داخلہ ۱۰ .... تا ۱۵ شوال

مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ

ہر قسم کی کتب، مناظرہ کی سی ڈیز اور کیسٹیں دستیاب ہیں

- صراط مستقیم کورس - خطبہ صدارت - میں حنفی کیسے بنا؟ - بارہ مسائل - آئینہ غیر مقلدیت
- فضائل اعمال اور اعتراضات کا علمی جائزہ - عقائد اہل السنۃ والجماعۃ - تسکین الاذکیاء فی حیات الانبیاءؑ
- قطرات العطر شرح نخبۃ الفکر - مناظرہ حیات النبی سرگودھا - انوارات صفدر - اہلحدیث یا شیعہ؟
- اسلام کے نام پر ہوئی پرستی - 135 سوالات کے جوابات - سہ ماہی قافلہ حق - قافلہ حق نمبر
- امام ابوحنیفہ کی جلالت شان - ارمغان حق (جلد اول) - ارمغان حق (جلد دوم) - آئینہ غیر مقلدیت
- غیر مقلدین کی ڈائری - غیر مقلدین کے لئے لمحہ فکریہ - کیا ابن تیمیہ اہل سنت والجماعت میں سے ہیں؟
- حدیث کے بارے میں غیر مقلدین کا معیار ردو قبول - حکیم صادق سیالکوٹی کی کتاب صلوۃ الرسول کے بارے میں
- چھپے راز (چار حصوں کی سیریز) - حدیث اور سنت میں فرق - مسئلہ وحدت الوجود - غیر مقلدین کے عقائد